

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيَّ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

(اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ احزاب: ۵۶)

افستاجیہ

مجموعہ صلوات الرسول مصنفہ خواجہ عبدالرحمن چھووی قادری علیہ الرحمہ

مؤلفہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

اولاد شریفیہ نمبر ۵۶، سی منار آباد کراچی

اسلامی مہینہ رمضان ۱۴۳۵ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيَّ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

(اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ احزاب: ۵۶)

افستاجیہ

مجموعۃ صلوات الرسول مصنفہ خواجہ عبد الرحمن چھووی قادری علیہ الرحمہ

مؤلفہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارۃ مسعودیہ، ۵/۲، ای، ناظم آباد، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۲۰۰۲ء/۱۴۲۳ھ

جملہ حقوق بحق ادارۃ مسعودیہ محفوظ ہیں

افتتاحیہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

کمپوزنگ المختار پیلی کیشنز، کراچی

مطبع حاجی محمد الیاس مسعودی

ناشر ادارۃ مسعودیہ، کراچی

اشاعت ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۲ء

طباعت اول

تعداد ایک ہزار

مدیہ پچاس روپے

المکتبہ الحکیم پبلیشرز

۱۔۔۔۔۔ ادارۃ مسعودیہ، ۲/۶-۵-ای، ناظم آباد، کراچی

۲۔۔۔۔۔ ضیاء الاسلام پیلی کیشنز، شوگن مینشن، محمد بن قاسم روڈ عید گاہ، کراچی

۳۔۔۔۔۔ فرید بک اسٹال، ۳۸- اردو بازار، لاہور

افتتاحیہ

محیر عقول الفحول فی بیان اوصاف عقل العقول
المسمی بہ

مجموعۂ صلوة الرسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ و اصحابہ وسلم

مؤلفہ

قدوة السالکین زبدة العارفين حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی

قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز

از

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد



ادارۂ مسعودیہ

۵۰۶/۱-ای، ناظم آباد، کراچی، اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۳۲۳ھ/۲۰۰۲ء



☆.... گنبد خضرا.... مدینہ منورہ سعودی عرب

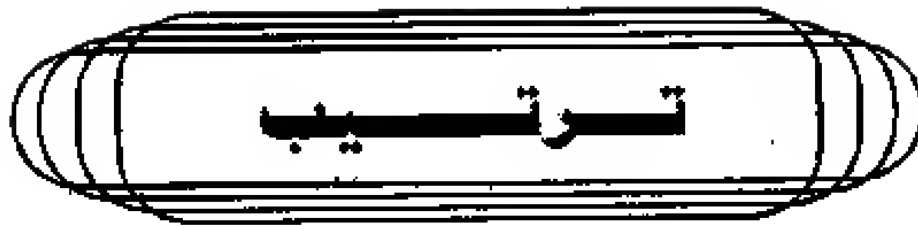
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ (سورة الاحزاب، ۵۶)

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں
اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان
والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو



کون و مکان میں چار سو سب کو ہے تیری آرزو
سب کی نظر کا منتہا تیرے سوا کوئی نہیں



۷	حرف آغاز
۱۳	افتتاحیہ
۱۴	حضرت خواجہ عبد الرحمن چلوڑوی
	قدس سرہ العزیز
۲۰	حضرت مولانا حافظ سید احمد سربکوٹی
	قدس سرہ العزیز
۵۶	دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ
۶۸	مجموعۂ صلوٰۃ الرسول ﷺ
۸۷	الصلوٰۃ والسلام علی سید الانام
۱۲۳	ماخذ و مراجع

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نعمہ دراصلی جلی رسولہ الکریم

حرف آغاز



۱۹۷۳ء میں یہ عاجز صحرائے تھر (سندھ، پاکستان) کے شہر مٹھی میں وارد ہوا، قحط پڑا ہوا تھا، جانور بھوکے مر رہے تھے، انسانوں کا برا حال تھا۔۔۔۔۔

۱۹۷۵ء کے اوائل میں حضرت مخدومی مولانا سید محمد امیر شاہ گیلانی مدظلہ العالی (پشاور) نے انوار غوثیہ شرح شائکل ترمذی شریف پر مقدمہ لکھنے کی خدمت اس عاجز کے سپرد کی، مقدمہ لکھنے میں جو مصروف ہوا تو رحمت باری نے جوش مارا اور اس قدر بارش ہوئی عمر رسیدہ حضرات کا بیان ہے کہ گزشتہ ۶۰ برسوں میں اس قدر بارش نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ بیشک یہ فیضان تھا محبوب رب العالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذکر پاک کا۔۔۔۔۔ رحمت کا یہ عجیب و غریب سماں دیکھ کر مقامی زبان میں ایک بزرگ نے فرمایا:

”پہلے ڈکار ہی ڈکار تھا اور اب شکار ہی شکار ہے“

”یعنی پہلے سراسر قحط تھا اور اب سراسر خوش حالی و قارغ بالی ہے“

۱۹۷۵ء میں یہ عاجز پشاور گیا جہاں محی حضرت مولانا تاج محمد صدیقی القادری زید عنایتہ کے دولت کدے پر پہلی بار مجموعہ صلوٰۃ الرسول ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ پھر جب ہری پور ہزارہ جانا ہوا تو برادر عزیز جناب انعام اللہ بیگ صاحب (ڈائریکٹر ٹیلیفون فیکٹری، ہری پور ہزارہ) کی عنایت سے حضرت خواجہ عبدالرحمن قدس سرہ العزیز کے مزار اقدس (چھوڑ شریف) پر حاضر ہو کر مستفیض ہوا، حضرت صاحب زادہ مولانا محمود الرحمن مدظلہ العالی کی صحبت میں کچھ وقت گزرا، دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ میں بھی جانا ہوا اور علماء سے ملاقات ہوئی۔۔۔۔۔ لیکن کیا خبر تھی کہ یہ ملاقاتیں اور زیارتیں کرم خاص کی تمہید بن جائیں گی، سچ ہے۔

رحمت حق بہانی جوید

اے جذبہ محبت تیرے آگے مسافتیں معدوم ہو جاتی ہیں۔۔۔۔۔
 زماں و مکاں کے فاصلے سمٹ جاتے ہیں۔۔۔۔۔ ماہ و سال طیور آوارہ کی مانند
 اڑتے پھرتے ہیں۔۔۔۔۔ نہ مکاں کی کوئی حقیقت نہ زماں کی کوئی حقیقت۔۔۔۔۔
 ایک حقیقت کے سامنے سب بے حقیقت ہو کر رہ جاتے ہیں۔۔۔۔۔

ہاں جذبہ محبت اپنی کرامت دکھاتا ہے اور کرم خاص کا آغاز ہوتا ہے۔۔۔۔۔
 اپریل ۱۹۷۷ء میں حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ گیلانی مدظلہ العالی کے ایماء پر مکرئی حضرت مولانا تاج محمد صدیقی القادری زید عنایتہ، (پشاور) نے

مجموعہ صلوٰۃ الرسول (ﷺ) پر مقدمہ لکھنے کے لئے اس عاجز کو لکھا۔۔۔۔۔ نہ
انکار کرتے بن پڑی اور نہ اقرار کرتے۔۔۔۔۔

کس قدر حسن بھی مجبور کشاکش ہے کہ آو!
سر جھکائے نہ بنے آنکھ اٹھائے نہ بنے

انکار کیوں کرتا کہ اُس رحیم و کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ذکر راحت جان و دل ہے۔

مری زباں ، مرا دھن ، مرا قلم ، مرا سخن
بہ ذکر شاہ دوسرا ، بہ نام شاہ دوسرا

اور اقرار کیسے کرتا ، ایک بندہ گنہ گار و سیدہ کار اور وہ بلند و بالا چوکھٹ!
۔۔۔۔۔ ایک جاہل و بے علم غلام اور وہ عالی مقام!۔۔۔۔۔ کہوں تو کیا کہوں ،
لکھوں تو کیا لکھوں؟۔۔۔۔۔ مگر جو جذبہ صادقہ دیتے ہیں ، لوح و قلم بھی دیتے
ہیں۔

یہ مری زیست ، مری جاں ، مری عزت ، مرا علم
ہے ترے نام کا صدقہ کی مدنی

قلم جو اٹھایا تو رحمت باری نے ساتھ دیا۔۔۔۔۔ روح القدس نے
ساتھ دیا۔۔۔۔۔ اس عاجز نے کچھ نہ لکھا ، لکھوایا گیا۔۔۔۔۔ یہ انہیں کا کرم ہے
۔۔۔۔۔ یہ انہیں کی عنایت ہے۔

ماں مدحت محمد اہمقالتی

لکن مدحت مقالتی محمد

مقدمہ کی تسوید کا کام گورنمنٹ کالج، مٹھی (سندھ) کے زمانہ قیام میں ۱۹۷۷ء میں مکمل کیا۔ پھر حیدر کا بیشتر کام سندھ مذکور میں مٹھی ہی میں کیا اس کے بعد ۱۹۷۸ء میں جب گورنمنٹ کالج، سکرنہ (سندھ) تبادلہ ہو گیا تو باقی کام یہاں کیا اور بفضلہ تعالیٰ مقدمہ مکمل ہو گیا۔

مجموعہ صلوٰۃ الرسول (ﷺ) پہلی بار تقریباً ۱۹۳۳ء میں حضرت خواجہ عبدالرحمن قدس سرہ العزیز کے ایماء پر آپ کے خلیفہ حضرت مولانا حافظ سید احمد سریکوٹی علیہ الرحمہ اور مریدین بنگال درگاہوں کی مساعی جیلہ سے منظر عام پر آیا۔۔۔۔۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی ہدایت پر مولانا عصمت اللہ سریکوٹی علیہ الرحمہ نے فضائل درد شریف اور آداب تلاوت وغیرہ سے متعلق ایک مقدمہ تحریر فرمایا جس میں حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے حالات مبارکہ اور شجرے وغیرہ شامل کر کے زیادہ جامعہ اور وسیع بنا دیا، یہ مقدمہ پہلے اور دوسرے ایڈیشن میں شامل رہا جو ۱۹۵۳ء میں حضرت سید امیر شاہ گیلانی مدظلہ العالی پشاور کے اہتمام میں شائع ہوا جس میں ڈھاکہ اور چانگام کے برادران طریقت نے تعاون کیا۔۔۔۔۔ تیسری بار مجلس رحمانیہ احمدیہ سقیہ چانگام کے اہتمام میں حضرت سید محمد طیب شاہ قادری کی نگرانی میں ۱۹۷۲ء میں اشاعت ہوئی۔۔۔۔۔ چوتھی بار ۱۹۹۵ء میں اشاعت ہوئی جس

میں چانگام کے حاجی عبدالجبار صاحب المعروف یونس کپنی والوں نے بھرپور تعاون کیا۔۔۔۔۔ یہ ایڈیشن آرٹ پیپر پر چھ جلدوں میں شائع ہوا ہے۔۔۔۔۔ نہایت ہی حسین و جمیل اور قابل دید۔۔۔۔۔ اس ایڈیشن میں اردو ترجمہ بھی شامل ہے جو حضرت سید محمد طیب شاہ صاحب قادری ابن حضرت سید احمد شاہ سریکوٹی کی نگرانی میں ہوا، ابھی بائیس پاروں کا ترجمہ ہوا تھا کہ آپ وصال فرما گئے۔۔۔۔۔ باقی کام آپ کے صاحبزادگان حضرت سید محمد طاہر شاہ صاحب اور حضرت سید محمد صابر شاہ مدظلہ العالی کی نگرانی میں ہوا۔۔۔۔۔ اردو ترجمہ فاضل جلیل، استاذ العلماء ابوالحسنات حضرت علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی نے بڑی جانکاہی سے کیا۔۔۔۔۔ آپ نے گولڑہ شریف سیال شریف اور بند یال شریف وغیرہ سے درسیات مکمل کیں۔۔۔۔۔ خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوئے۔۔۔۔۔ دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام (سیال شریف) جامعہ نعیمیہ (لاہور) رکن الاسلام جامعہ مجددیہ (حیدرآباد) جامعہ نظامیہ رضویہ (لاہور) میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے اور شیخ الحدیث رہے۔۔۔۔۔ آج کل جامعہ غوثیہ مہرہ منیر الاسلام (سرگودھا) کے مہتمم اور شیخ الحدیث ہیں۔۔۔۔۔ ۱۷/فروری ۲۰۰۲ء برادر م محمد نظام الدین قادری نے اس پیچوتھے ایڈیشن کی پہلی جلد عنایت فرمائی جس سے فقیر نے استفادہ کیا۔۔۔۔۔ پھر کچھ معلومات محمد خالد مسعودی نے فراہم کیں فجزا ہما اللہ احسن الجزاء۔۔۔۔۔ اس افتتاحیہ کی طباعت کی تاخیر میں ایک یہ بھی حکمت معلوم ہوتی ہے کہ اس میں مزید اضافے ہو گئے۔۔۔۔۔ یہ افتتاحیہ مجموعہ

صلوۃ الرسول کے ساتھ اشاعت کے لئے لکھا گیا تھا مگر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ یہ الگ شائع ہو۔۔۔۔۔ جن جن حضرات نے اس افتتاحیہ کی طباعت و کتابت اور مواد کی فراہمی میں حصہ لیا ہے مولائے کریم ان کو دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے اور سب کے طفیل اس عاجز کی مغفرت فرمائے اور اپنے حبیب مکرّم ﷺ کے ذکر و فکر میں مشغول رکھے۔ آمین!

وشغل بالحبیب بکل حال
احب الی من شغلی بحالی

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

گورنمنٹ سائنس کالج

سکرند (ضلع نواب شاہ، سندھ)

۵ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ / ۱۳ فروری ۱۹۷۸ء

(ترمیم و اضافہ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء)



از

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ابن

مفتی اعظم ہند شیخ الاسلام حضرت علامہ شاہ
محمد مظہر اللہ قاسمی اللہ تعالیٰ عنہ سونہ لکھنؤ

سکر

(ضلع نواب شاہ، سندھ، پاکستان)

۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء

(ترمیم و اضافہ ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء)

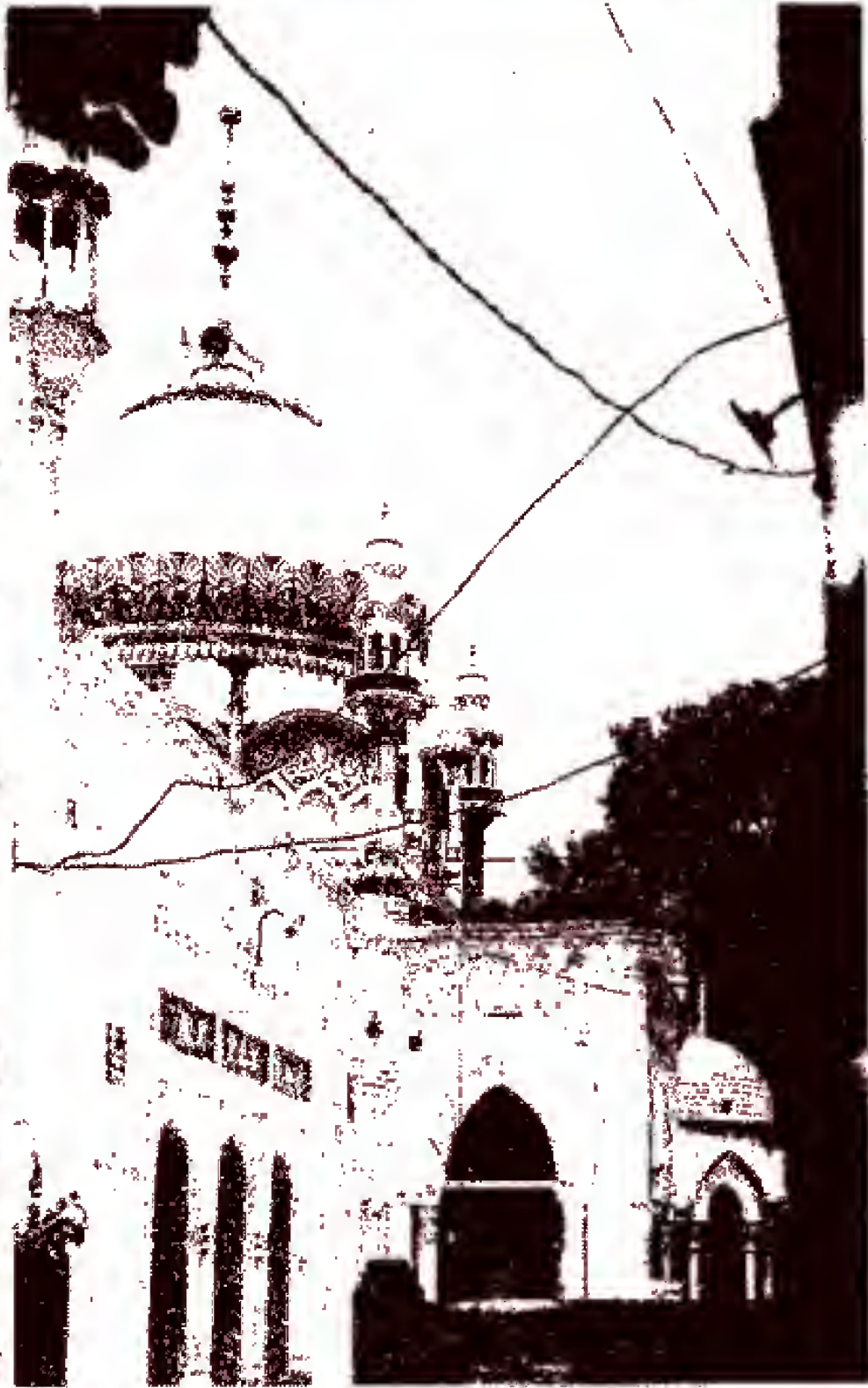
حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی

قدس سرہ العزیز

(جونی ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء)

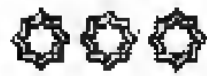
فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ
 فقر ہے میروں کا میر، فقر ہے شاہوں کا شاہ
 علم کا مقصود ہے پاکی عقل و خرد
 فقر کا مقصود ہے عفت قلب و نگاہ
 علم فقیہ و حکیم ، فقر مسیح و کلیم
 علم ہے جو یائے راہ، فقر ہے دانائے راہ
 فقر مقام نظر ، علم مقام خبر
 فقر میں مستی ثواب ، علم میں مستی گناہ
 علم کا موجود اور فقر کا موجود اور
 اشہد ان لا الہ الا اللہ

چڑھتی ہے جب فقر کی سان پہ تیج خودی
 ایک سپاہی کی ضرب کرتی ہے کار سپاہ
 دل اگر اس خاک میں زندہ و بیدار ہو
 تیری نگہ توڑ دے آئینہ مہر و ماہ



روضۃ مبارک غوث الزمان خلیفہ شاہ جیلان
حضرت خواجہ محمد عبد الرحمان چھوہروی رحمۃ اللہ علیہ
دربار عالیہ قادریہ چھوہر شریف بری پور پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نعمہ درویش علی بن علی رسولہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



حضرت خواجہ عبدالرحمن قدس سرہ العزیز نسباً علوی، مسلکاً حنفی، اور
مشرکاً قادری تھے۔۔۔۔۔ ۱۲۶۲ھ/۱۸۳۶ء میں چھوڑ شریف (ہری پور عزارہ
، پاکستان) میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی (۱)۔۔۔۔۔ قرآن کریم کے
علاوہ کسی سے کچھ نہیں پڑھا، اُمی تھے مگر دل و دماغ روشن، دانش نورانی سے
منور، قدرت الہی کی عظیم نشانی۔۔۔۔۔

ابھی ۸ سال کے تھے کہ والد ماجد حضرت خواجہ خضری علیہ الرحمہ
وصال فرما گئے۔۔۔۔۔ جس کو موٹی تعالیٰ براہ راست اپنی کفالت میں لیتا ہے اس
کو دنیا میں یوں بے آسرا بنادیتا ہے اور اپنی ایسی لگن عطا فرماتا ہے کہ دنیا دیکھتی
رہ جائے۔۔۔۔۔ والد ماجد کے وصال کے بعد حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے
ریاضات و مجاہدات کی طرف توجہ فرمائی اور چھوٹی عمر میں ایسی سخت چلہ کشی کی
جو اہل دنیا کے لئے ناقابل فہم ہے اور اہل باطن کے لئے موجب حیرت و
استعجاب۔۔۔۔۔ چلہ کشی کے بعد شیخ کامل کی تلاش میں سابق ریاست سوات
کے دارالحکومت سید و شریف پنچے وہاں شیخ الاسلام حضرت خواجہ عبدالغفور علیہ

الرحمہ المعروف بہ اخون صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے دیکھتے ہی بیساختہ ارشاد فرمایا:

یہی ہے ، یہی ہے ، یہی ہے ! (۲)

سبحان اللہ !

گر فردوس بر روی زمین است

ہمین است و ہمین است و ہمین است

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت اخون صاحب علیہ الرحمہ، حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے منتظر تھے۔۔۔ حضرت اخون صاحب علیہ الرحمہ نے دعا فرمائی جس کے اثرات حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے محسوس کئے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”جس وقت اخون صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست

مبارک دعا کے لئے اٹھائے تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ ساتوں

آسمانوں کا بوجھ میرے اوپر آ گیا ہے اور جب دعا سے فارغ

ہوئے تو وہ بوجھ وسعت فرحت و انبساط کے ساتھ بدل گیا“ (۲)

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے حضرت اخون صاحب علیہ الرحمہ سے

بیعت کی درخواست کی تو آپ نے دریافت فرمایا:

”رات کو خواب میں کچھ دیکھا ہے؟“ (۲)

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ عرض کیا:

”جس مقام پر چلہ کیا کرتا ہوں وہ جگہ دیکھی ہے“ (۵)

حضرت اخون صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا:

”اسی جگہ میں جا کر قیام پذیر ہو جائیے، کہیں مت جائیے آپ کے

پیر صاحب آپ کے مکان پر آ کر آپ کو مرید فرمائیں گے“ (۶)

چنانچہ ایسا ہی ہوا جب آپ واپس چھوڑ شریف پہنچے تو کچھ عرصہ کے

بعد کشمیر سے حضرت یعقوب شاہ گنی چھتری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہری پور ہزارہ

تشریف لائے اور حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے دولت خانے پر تشریف لا کر

بیعت فرمایا اور آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ خضریٰ علیہ الرحمہ کا جانشین بنا کر

اجازت و خلافت سے نوازا۔۔۔۔۔

حضرت خواجہ کو سلاسل عالیہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ کے

علاوہ اور بہت سے سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل تھی مثلاً اکبریہ، کبرویہ،

شاذلیہ، جنیدیہ، رفاعیہ، بدویہ، مداریہ، دسوقیہ، خلوتیہ، ادریسیہ، وغیرہ وغیرہ

۔۔۔۔۔ یہاں سلسلہ عالیہ قادریہ کے شیوخ طریقت کا ذکر کیا جاتا ہے:

طريقة القادرية العالیہ المحبوبة الكنگالیہ

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، حضرت

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ، حضرت امام موسیٰ

کاظم رضی اللہ عنہ، حضرت امام موسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت خواجہ معروف کرخی،

حضرت خواجہ ابی الحسن السری السقطی، حضرت جنید بغدادی، حضرت ابی بکر جعفر

بن یونس اصبلی، حضرت خواجہ عبدالواحد التیمی، شیخ ابی الفرج الطرطوسی، شیخ ابی
 الحسن علی الھنکاری، شیخ ابی سعید علی المبارک الحزومی، حضرت شیخ محی الدین
 عبدالقادر جیلانی، شیخ عبدالرزاق، شیخ ابی صالح نصر، حضرت شیخ سید شہاب
 الدین، شیخ شرف الدین یحییٰ قطب، شیخ شمس الدین محمد، شیخ علاء الدین علی،
 شیخ بدر الدین حسین، شیخ شرف الدین یحییٰ شانی، خواجہ سید شرف الدین قاسم
 خواجہ سید احمد، خواجہ سید حسین، خواجہ سید عبدالہاسط، حضرت سید عبدالقادر ثانی،
 سید محمود رضی، خواجہ سید عبداللہ شاہ، حضرت شاہ عنایت اللہ (۸)، شیخ حافظ
 احمد، شیخ عبدالصبور خواجہ سلطان گل محمد، خواجہ شیخ محمد رفیق، خواجہ شیخ عبداللہ، شیخ
 محمد انور شاہ، شیخ محمد یعقوب، حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم
 اجمعین! (۹)

حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی علیہ الرحمہ کے علمی اور روحانی مدارج
 کا کیا ذکر کیا جائے عاشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔۔۔۔۔ گرمی عشق سے
 سینہ مبارک پر سوز تھا۔۔۔۔۔ جو اہل عقل کے لئے ناقابل فہم سہی مگر اہل دل کے
 لئے قابل فہم ہے۔

یہ نشان عشق ہیں جاتے نہیں

داغ ”اپنے سینے“ کے عبث دھوتا ہے کیا!

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے جلیل القدر خلیفہ حضرت مولانا حافظ سید

احمد سریکوٹی علیہ الرحمہ آپ کے روحانی مدارج کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اپنے کمالات کو چھپاتے تھے، اس بارے میں اللہ پاک نے

آپ کو ایسا ملکہ عطا کیا تھا کہ آپ کا درد، آپ کا عشق، آپ کا عرفان، آپ کے کمالات ظاہری و باطنی من کل الوجوہ پر وہ خفا میں رہے۔ اپنی زبان مبارک سے کبھی نہیں فرمایا کہ میں کچھ جانتا ہوں۔۔۔۔۔ اولیاء اللہ کی عادت ہوتی ہے کہ احیاناً جذبے میں آ کر کچھ نہ کچھ زبان سے کہتے ہیں، دعایا بدعا کر دیتے ہیں جس سے ان کے جذبات و کمالات ظاہر ہو جاتے ہیں اور مخلوق ان کی معتقد ہو جاتی ہے مگر حضور پر نور اپنے افعال، اپنے صفات، اپنے جذبات اور اپنے تمام کمالات کے اظہار و عدم اظہار پر قدرت تامہ رکھتے تھے“ (۱۰)

ایک مکتوب گرامی میں حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے علمی مقامات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”عصر حاضر کی پیران طریقت میں ہمارے اور آپ کے ہادی رہبر قدس اللہ سرہ العزیز بے مثل و بے نظیر ہیں، حضور کے کمالات، علم ظاہری و باطنی کا آئینہ، حضور کی کتاب مجموعہ صلوة الرسول ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب، ازل وابد، دنیا و آخرت، دوزخ و جنت، کمالات انسانی و ملکی، کردار و اعمال جنتی و عزازیلی، علوم اولین و آخرین، لوح محفوظ، عرش کرسی، مکنونات ارضی و عجائبات سماوی وغیرہ کل موجودات پر آپ کا علم ایسا حاوی ہے جیسا انسان اپنی آنکھوں سے اپنی ہتیلی غور

سے ملاحظہ کرے۔ (۱۱)

حضرت حافظ احمد سرکیوٹی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے تصرفات باطنیہ کا یہ حال تھا کہ جس شخص میں جو کیفیت پیدا کرنا چاہتے ادنیٰ توجہ سے پیدا کر دیتے۔۔۔۔۔ انسان تو انسان، حیوانات بلکہ نباتات پر آپ کا تصرف تھا۔۔۔۔۔ اس سلسلے میں یہ واقعہ قابل توجہ ہے، حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں:

”گزشتہ سال (۱۹۲۳ء) جب میں وطن کو گیا، حضور پر نور کے وصال کو ایک مہینہ ہو چکا تھا، دربار گہر بار میں مریدین و مخلصین جمع تھے، ایک شخص میرے قریب رو رہا تھا، انہوں نے مجھ سے دریافت کیا ”تم کہاں سے آئے ہو؟“ میں نے کہا ”رنگون سے آیا ہوں“، وہ اشارہ کر کے فرمانے لگے ”اس درخت کو جب دیکھتا ہوں، مجھے رونا آ جاتا ہے“ (۱۲)

واقعہ یہ ہے کہ جو صاحب اشکبار تھے، ان پر نیند کا کافی غلبہ رہتا تھا، ایک روز حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے ان کو چند تحائف دیے اور فرمایا حرمین شریفین روانہ ہو اور وہاں فلاں فلاں صاحب کو یہ تحفے دے آؤ۔۔۔۔۔ شخص مذکور یہ ہدایت سن کر پریشان ہوئے اور اس اندیشہ نے ستایا کہ کہیں نیند کے غلبے کی وجہ سے کوئی حادثہ پیش نہ آ جائے، وہ کارواں سے ہٹ کر جائیں اور یہ ذمہ داری پوری نہ کر سکیں،۔۔۔۔۔ خیر، سفر کی تیاری کی، حضرت خواجہ علیہ الرحمہ مشایعت کے لئے تھوڑی دور تشریف لائے اور شہوت کے اس درخت کو

مخاطب لڑکے فرمایا:

”اے قوت اس شخص کی نیند کو اپنے پاس امانت رکھ لو“ (۱۳)

خدا کی شان پورے سفر میں نیند غالب نہ ہوئی، معمولی اونگھ آ جاتی اور بدن ہلکا ہو جاتا، سارے رستہ یہی کیفیت رہی، خیر و عافیت سے حج کیا اور حرمین شریفین میں حاضری دے کر تحائف، متعلقہ حضرات کی خدمت میں پیش کئے۔۔۔۔۔ جب واپس چھوڑ شریف پہنچے تو حضرت خواجہ نے دریافت فرمایا:

”تم نے اپنی امانت لے لی؟“ (۱۴)

اتنا فرمانا تھا کہ نیند نے پہلے کی طرح غلبہ کیا اور جی بھر کے سوئے۔۔۔۔۔ اللہ اکبر! غیر ذوی العقول نباتات اور غیر محسوسات میں نیند پر بھی آپ کے تصرفات تھے۔۔۔۔۔ انہیں تصرفات باطنیہ کی وجہ سے ہزاروں میل دور رنگون اور بنگال میں غائبانہ بیعت ہونے والے دیکھتے دیکھتے نیکوکار، تہجد گزار اور اولیاء کاملین بن گئے۔

حضرت حافظ سید احمد سریکوٹی علیہ الرحمہ ۱۹۲۰ء میں تبلیغ اسلام اور اشاعت سلسلہ قادریہ رحمانیہ کے لئے رنگون (برما) تشریف لے گئے۔ اس وقت تک آپ کو اجازت و خلافت نہیں ملی تھی۔۔۔۔۔ آپ نے وہاں حضور خواجہ علیہ الرحمہ کے محامد و محاسن بیان فرمائے، لوگوں میں بیعت کا شوق پیدا ہوا، حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے اپنا رد مال بھیج دیا اور سب لوگ اس پر بیعت ہو گئے، سب کی دنیا بدل گئی۔ سبحان اللہ!

بخلوت اند و کند بہ مہر و ماہ چہند

بخلوت اند و زمان و مکاں در آغوش اند

اس اجمال کی تفصیل خود حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ کی زبانی سیجیے :

”میں جب رنگون آیا اور یہاں کے بعض لوگوں سے محبت ہوئی

تو کبھی کبھی حضور پر نور کے کمالات کا تذکرہ ان کے سامنے کر لیا

کرتا، رفتہ رفتہ یہاں کے لوگوں کو حضور پر نور کے ساتھ غائبانہ

محبت ہو گئی، یہاں تک کہ بعض نے بیعت کی خواہش ظاہر کی،

میں نے آپ کی خدمت اقدس میں ایک خط لکھا کہ یہاں کے

لوگ آپ سے بیعت ہونا چاہتے ہیں مگر دور دراز ملک کا معاملہ

ہے اگر بذریعہ خط ان کو بیعت فرمایا جائے تو

برکریاں کا رہا دشوار نیست

”کچھ ایام بعد حضور نے بذریعہ ایک صحیفہ مکرمہ مطہرہ مجھے تسلی

فرمائی کہ گھبراؤ مت، میں ایک ”رومال بیعت“ عنقریب

تمہاری طرف روانہ کروں گا، جو شخص تہجد کی نماز پڑھ کر اسی

مصطفیٰ پروردہ و قبلہ ہو کر رومال پر ہاتھ رکھ دے اور خدا و رسول کو

اپنے پاس حاضر جان کر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کر لے تو اس

کی بیعت اللہ پاک منظور فرمائیے گا“

چنانچہ حضور پر نور قدس سرہ العزیز نے ململ سفید کا ایک رومال میرے

نام پر ارسال فرمایا، جس وقت رومال مبارک پہنچا لوگ حضور سے مرید ہونے

لگے، رفتہ رفتہ لوگوں میں اس بات کا چرچا ہونے لگا کہ پیر صاحب تو ملک پنجاب ضلع ہزارہ مقام چھوڑ شریف میں تشریف فرما ہیں اور لوگوں کو بذریعہ رومال کے رنگوں میں بیعت کرتے ہیں، تعجب کی بات ہے۔

مقام حیرت ہے کہ شراب خوار، بدکار، فاسق فاجر جب رومال پر ہاتھ رکھ کر مزید ہو جاتا ہے تو نماز گزار، نیکو کار، تہجد گزار بن جاتا ہے اور اس کے چہرے پر نور ایمان کی ملاحٹ و خوبصورتی دیکھ کر اوروں کو رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔

ایک مرتبہ مجلس پاک میں حضور شاہنشاہ چھوڑ دی قدس اللہ سرہ العزیز نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

قرب جانی را بعد مکانی نیست

میں خیران ہوں کہ یہ بے ربط جملہ حضور والا نے کیوں فرمایا؟ لیکن رنگوں میں آکر اس مختصر جملے کے مطالب و معانی اور ”قرب جانی“ کی شرح اور ”بعد مکانی“ ارضی کا انقطاع کئی یہ ایسے امور ہیں کہ بحر محیط کو کوزے میں آپ نے بند کر دیا ہے۔ (۱۵)

حکومت پاکستان کے سابق مرکزی وزیر تعلیم جناب فضل القادر چودھری مرحوم کے بزرگ بھی حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے رومال پر بیعت ہوئے تھے۔ چنانچہ چودھری صاحب مرحوم کہتے ہیں:

”ہماری بزرگوں کی بیعت حضرت غوث الزماں خواجہ محمد

عبدالرحمن علوی قادری چھوڑ دی کے رومال پر رنگوں میں ہوئی

اور دوسری جنگ عظیم کے بعد حضرت باجی علیہ الرحمہ (خواجہ عبدالرحمن) کے خلیفہ اعظم الحاج حافظ سید احمد سرکیوٹی کے ہاتھوں پر بیعت شرع ہوئی۔۔۔۔۔ بڑے سے بڑا سیاسی لیڈر بھی ہمارے اس رشتے کو نہیں توڑ سکتا، جب تک یہ روحانی رشتے موجود ہیں، مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے جدا نہیں کر سکتا“ (۱۱)

حقیقت یہ ہے کہ اب ظاہری علیحدگی کے باوجود، سب کے دل ایک ہی سینے میں دھڑکتے ہیں اور اس کا زندہ ثبوت مجموعہ صلوٰۃ الرسول کی طاعت ہے جو سراسر سابق مشرقی پاکستانی بھائیوں کی فراخ حوصلگی، دریا دلی، اور محبت و خلوص کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔۔۔۔۔ کوئی ہے جو اس رشتہ محبت کو قطع کر سکے؟۔۔۔۔۔ یہ رشتہ محبت، دست قدرت کے اختیار میں ہے۔۔۔۔۔ یہاں کسی سیاسی لیڈر کا گزر نہیں ہے۔ (۱۲)

بہریدن نرود ذوق تواز اندیشہ ما

سالہا پنچہ بہم دادہ رگ دریشہ ما

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کا حلقہ مریدین و مخلصین بہت وسیع ہے، آپ کی ذات گرامی سے نہ صرف ضلع ہزارہ، بلکہ کوہستان، کشمیر، افغانستان، پاکستان، ہندوستان، برما اور بنگال وغیرہ میں سلسلہ عالیہ قادریہ کو بہت فروغ حاصل ہوا، ایک اندازے کے مطابق صرف رنگون اور بنگال میں آپ کے حلقے کے تین لاکھ مریدین موجود ہیں اور خدمت دین میں مصروف ہیں،

حضرت سید احمد سریکوٹی علیہ الرحمہ اور مندرجہ ذیل دینی ادارے مدارس انہیں حضرات کی کوششوں سے صاحب زادہ محمد طیب شاہ علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں قائم ہوئے :

- (۱) انجمن شورائے رحمانیہ، ۱۹۲۵ء (رنگون، برما)
- (۲) جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ، ۱۹۵۳ء (چانگام، بنگلہ دیش)
- (۳) جامعہ قادریہ طیبہ عالیہ، ۱۹۶۸ء (ڈھاکہ، بنگلہ دیش)
- (۴) جامعہ طیبیہ ودودیہ اسلامیہ، ۱۹۷۶ء (چندرگھونہ، بنگلہ دیش)
- (۵) مدرسہ طیبیہ اسلامیہ سنیہ، ۱۹۷۵ء (حوالی چانگام، بنگلہ دیش)
- (۶) مدرسہ طیبیہ حافظیہ (کالورگھاٹ، چاندگاؤں، بنگلہ دیش)

یہ مدارس عربیہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے مسلک کے فروغ و اشاعت کے لئے قائم کئے گئے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا مسلک سلف صالحین اہل سنت و جماعت ہی کا مسلک ہے، کوئی دوسرا مسلک نہیں۔

حضرت خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ عبادات و معاملات و اخلاق میں اتباع نبوی ﷺ کو ہمہ وقت پیش نظر رکھتے تھے، محبت کا حال اتباع سے معلوم ہوتا ہے۔۔۔۔۔ قول سے نہیں، عمل سے محبت چمکتی اور قول میں بھی اسی وقت



مدرسہ اسلامیہ فاروق چنگانگ (برائے نظر)



مدیریت، طبیعت، سبزه چشماکانگی (موزه نمر)

مدیریت با طبیعت و دود نیاید سبزه - چمنه رخسار - چشاکان رنگ





مدرستہ افتخوریہ طبیعہ مستطیر - دھاکہ

تاثیر پیدا ہوتی ہے جب زندگی عمل سے مزین ہوتی ہے۔۔۔۔۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے قدم قدم پر اتباع سنت کا خیال رکھا اور سنت نبوی ﷺ کے چراغ روشن کئے۔۔۔۔۔ آپ کی حیات مبارکہ میں بہت سے حالات و واقعات ملتے ہیں جو اس پہلو کو روشن کرتے ہیں۔۔۔۔۔ یہاں جتنے جتنے حالات و واقعات پیش کیے جاتے ہیں :

آپ کے خلیفہ اعظم حضرت حافظ سید احمد سرکونٹی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

(۱) آپ کے اخلاق، نمونہ اخلاق رسول اللہ ﷺ تھے، نشست و برخاست، اکل و شرب، لباس وغیرہ تمام امور میں پوری اتباع سنت ملحوظ رہتی، حدیث کی کتابیں زیر مطالعہ ہوتیں، جو جو کام حضور پر نور ﷺ نے کئے ہیں وہ تمام آپ نے ادا کئے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کتاب دیکھ رہے تھے کہ حضور پر نور ﷺ نے مسجد کی چٹائی سی کر درست فرمائی ہے، آپ بھی کتاب چھوڑ کر اپنی مسجد کی چٹائی سی رہے تھے۔ (۱۰)

(۲) علماء و فقراء اور اپنے مہمانوں کی خدمت اپنے دست مبارک سے کیا کرتے تھے، جب گھر میں روٹی تیار ہو جاتی، مسجد سے گھر میں جا کر مہمانوں کے لئے ایک دست مبارک میں ترکاری کا برتن اور دوسرے میں روٹی اٹھا کر لے آتے اور جو ترکاری روٹی مسافر کھاتے، خود بھی تناول فرماتے، رات کو بچی ہوئی روٹی اگر مل جاتی تو نہایت خوشی کے ساتھ تناول فرمالیتے اور تازہ روٹی کی طرف التفات نہ فرماتے، اور جو کچھ تیار ہوتا مہمانوں کے سامنے رکھ دیتے۔ جیسا کہ اس وقت کے پیر لوگ اپنے لنگر کو نہایت دھوم دھام اور تکلف کے ساتھ

دیا کرتے ہیں، حضور پر نور کے یہاں ان باتوں کا نام و نشان بھی نہ تھا، شہرت طلبی سے آپ بیزار تھے، الفقر فخری کا پورا پورا نمونہ تھے۔ (۱۸)

(۳) آپ متواضع تھے، نہایت خلیق و حلیم اور نہایت خلیق درجہ کے بردبار و خاکسار تھے، محبت و جلیس فقراء تھے، علماء و فقراء جب آپ کی مجلس پاک میں حاضر ہوتے تو تعظیماً کھڑے ہو جاتے، آپ کی نشست گاہ میں کوئی فرش و فرش کا سامان نہ تھا، نہ آپ کی ملاقات کے لئے کوئی وقت مقرر تھا، نہ آپ کے یہاں کوئی پر تکلف مکان تھا، اکثر آپ کا قیام مسجد میں ہوتا، ضرورت کے وقت مکان میں بھی تشریف لے جاتے، خلق اللہ کے ہجوم سے یا خلاف طبع کوئی بات ہو جاتی، خفا نہ ہوتے۔ (۱۹)

مندرجہ بالا حالات کے علاوہ مندرجہ ذیل واقعات و حالات بھی قابل توجہ اور لائق تقلید ہیں:

(۴) سرکارِ دو عالم ﷺ مسجد نبوی کی تعمیر میں بنفس نفیس شریک ہوئے، حضرت خواجہ علیہ الرحمہ بھی مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ کی اولین تعمیر میں شریک ہوئے اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

(۵) سرکارِ دو عالم ﷺ نے ایسا لباس ناپسند فرمایا جس کو دیکھ کر لوگوں کی آنکھیں اٹھنے لگیں، آپ نے ایسا لباس نہیں پہنا، ایک مرتبہ سبز رنگ کا تہہ بند باندھا اور بازار تشریف لے گئے، کسی نے آپ کی طرف اشارہ کر کے کہا ”وہ سبز تہہ بند والا پیر جا رہا ہے“ اسی دن سے آپ نے ایسا تہہ بند زیب تن نہیں فرمایا۔ (۲۰)

(۶) ایک عالم مہمان ہوئے، نماز کے وقت احتراماً ان کو امامت کے لئے

کھڑا کر دیا، مگر نماز کے بعد حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے اپنی نماز لوٹائی، جب کسی نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ مولوی صاحب نے خلاف سنت گردن پر دونوں طرف حجامت بنوائی تھی جب اس پر نظر پڑی تو کراہت محسوس ہوئی اس لئے نماز لوٹائی۔ (۲۱)

(۷) اتباع و سنت کا یہ عالم تھا کہ اپنا سارا وقت دین کے لئے وقف کر دیا تھا، اور ضروریات زندگی کے خیال سے بے نیاز ہو گئے تھے، فقر غیور کا نمونہ کامل تھے، جب عارف کامل حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ نے روپے پیسے کے لئے وظیفہ بتانا چاہا تو آپ نے یہ کہہ کر انکار فرما دیا:

”پیر صاحب خدا سے شرم آتی ہے کہ باہر سے لوگ پیر خیال

کر کے آئیں اور اندر پیسوں کے لئے وظیفہ پڑھا جاوے“ (۲۲)

(۸) سرکارِ دوعالم رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی گدی نشینی کا تکلف نہیں فرمایا، زمین پر یا چٹائی پر رونق افروز رہے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کا بھی یہی حال تھا، اور جب وصال کے وقت دریافت کیا گیا کہ آپ کے بعد آپ کی گدی پر کون بیٹھے گا تو خلاف معمول برہمی سے جواب دیا:

”گدی پر تو سب بیٹھتے ہیں ہم چٹائی پر بیٹھنے والے ہیں“ (۲۳)

اتباع سنت کے ذوق و شوق میں گدی نشینی کے روایتی عمل کو ترک کر دینا بلکہ رد کر دینا کوئی معمولی بات نہیں بہت بڑی بات ہے۔۔۔۔۔ آج سجادہ نشینوں کی طویل فہرست میں شاذ و نادر ہی ہوں گے جو اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں فرش و فرش کے بجائے چٹائی پر بیٹھتے ہوں گے۔۔۔۔۔

سنت نبوی ﷺ کا یہ چمکتا دمکتا آفتاب ۸۰ برس آسمان دنیا پر جلوہ گر رہ کر یکم ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء بروز شنبہ بعد مغرب چھوڑ شریف کے افق پر غروب ہو گیا، اور نئی آب و تاب کے ساتھ عالم برزخ میں طلوع ہوا۔

جہاں میں اہل ایمان صورت خورشید جیتے رہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے ، ادھر ڈوبے ادھر نکلے

عرس مبارک چھوڑ شریف (ہری پور ہزارہ، پاکستان) میں ۳۰ / ذیقعدہ اور یکم ذی الحجہ کو ہر سال ہوتا ہے اور دور و نزدیک اور اکناف و اطراف کے مریدین و محبین جوق در جوق شریک ہو کر مستفیض ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ مزار اقدس زیارت گاہ خاص دعاء ہے ۔

مثل ایوانِ سحر مرقدِ فروزاں ہوتا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہوتا

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی اولاد امجاد میں چار صاحب زادے ہوئے :

(۱) حضرت مولانا صاحبزادہ محمود الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۲) حضرت مولانا محمد فضل سبحان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت مولانا فضل الرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد صاحبزادہ محمود الرحمن

علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے پھر آپ کے صاحب زادے صاحب زادہ طیب الرحمن علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے، آج کل صاحبزادہ احمد الرحمن بدظلہ العالی سجادہ نشین ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ رشد و ہدایت کے اس مرکز کو آباد رکھے اور علمی و روحانی فیض جاری و ساری رہے۔ آمین

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے خلفاء میں مندرجہ ذیل حضرات کے اسماء گرامی معلوم ہو سکے:

- (۱) حضرت مولانا حافظ سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
(متوفی ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء)، سری کوٹ (ہزارہ)
- (۲) حضرت سید امان اللہ شاہ ترمذی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(متوفی ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء) گنجیاں شریف (ہزارہ)
- (۳) حضرت خواجہ سید حاکم صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ
(متوفی ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۴ء) نواں شہر (ہزارہ)
- (۴) علامہ ابو نعیم سید عبدالقاسمی شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ
محبوب آباد (ہزارہ)

- (۵) صاحب زادہ مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(متوفی ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء)، سری کوٹ، (ہزارہ)

صاحبزادہ مولانا محمد صالح علیہ الرحمہ، حضرت مولانا حافظ سید احمد سریکوٹی علیہ الرحمہ کے جواں سال صاحب زادے تھے، ان کی خلافت کا ذکر حضرت سید صاحب نے ایک مکتوب گرامی میں اس طرح فرمایا ہے:

”حضور پر نور جب کسی کو خلیفہ کرتے، اس کو ٹوپی عنایت فرماتے
 ---- حاجی عبدالرب جب رنگون سے چھوڑ شریف حضور کی
 قدم بوسی کے لئے گئے تو حضور پر نور نے دو ٹوپیاں حاجی
 صاحب کو دیں، ایک محمد صالح کے لئے اور دوسری ٹوپی میرے
 لئے“ (۲۳)

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی مندرجہ ذیل تصانیف قابل ذکر ہیں،
 ماسوائے مجموعہ صلوٰۃ الرسول کے ان تصانیف کے متعلق زیادہ تفصیلات معلوم نہ
 ہو سکیں۔----

- (۱) مجموعہ صلوٰۃ الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
- (۲) شرح ابن ماجہ شریف (قلمی)
- (۳) شرح ترمذی شریف (قلمی)
- (۴) عطاء الرحمن فی اسلام آباء سید الانام (قلمی)
- (۵) انعام الرحمن فی تصریحات القرآن (قلمی)
- (۶) لغات الحروف (قلمی)
- (۷) شرح اسماء حسنه (قلمی)
- (۸) سیاف شرح چہل کاف (مطبوعہ، منظوم بزبان پنجابی)
- (۹) درود شریف (مطبوعہ، منظوم بزبان پنجابی)

تصانیف کے علاوہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے ملفوظات شریف بھی

ہیں مگر یہ جمع نہیں کئے گئے، اگر جمع کئے جائیں تو اسرار و معارف کا ایک اعمول خزانہ مل جائے۔ یہاں چند ملفوظات شریف پیش کئے جاتے ہیں جن سے حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی روحانی اور فکری رفعت و بلندی کا اندازہ ہوتا ہے۔ ملفوظات آپ کے خلیفہ اعظم حضرت حافظ سید احمد سریکوٹی علیہ الرحمہ نے نقل فرمائے ہیں، آپ فرماتے ہیں:

(۱) میں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ مرید جب خواب میں اپنے مرشد کو اس طور پر دیکھے کہ وہ مجھے کچھ ہدایت فرما رہے ہیں تو پیر کو بھی اس خواب کی خبر ہوتی ہے یا نہیں ہوتی؟
حضور پر نور نے فرمایا:

”ہر پیر کو نہیں ہوتی، بلکہ اس پیر کو خبر ہوتی ہے جس کو اللہ پاک علوم اولین و آخرین عطا کر دیتا ہو“ (۲۵)

(۲) ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ مشہور ہے کہ اولیاء اللہ قدس اللہ اسرار ہم ہمیشہ بیت اللہ میں نماز ادا کرتے ہیں، یہ بات صحیح ہے؟
آپ نے فرمایا:

”جسمانی حاضری کمال ہے نہ کہ روحانی حضور“ (۲۶)

(۳) میں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ ولی کا آخری درجہ تخلق باخلاق اللہ ہے
آپ نے فرمایا:

”نہیں، ولی کا آخری مقام قدرت کاملہ ہے“ (۲۷)

نزدیک جاری و ساری ہے۔

(۳) مجموعہ صلوٰۃ الرسول (ﷺ) کو مرتب فرمایا اور عشاق رسول علیہ التحیۃ والسلام کے سامنے عشق و محبت کا ایک حیرت کدہ پیش کیا، جس کی نظیر ہمارے علم میں نہیں۔۔۔۔۔

آئندہ اوراق میں مندرجہ بالا تین عظیم کارناموں کے متعلق تفصیلات پیش کرتے ہیں تاکہ یہ اندازہ ہو کہ حضرات اہل اللہ میں کتنی قدرت و طاقت ہوتی ہے، جس قلب پر نگاہ ڈال دیں، مٹ نہیں سکتا۔۔۔۔۔ جو سنگ و خشت اپنے ہاتھ سے لگا دیں تباہ نہیں ہو سکتے۔۔۔۔۔ جس صفیہ قرطاس پر قلم چلا دیں، وہ فنا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ وہ زندگی کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ حیات کا گہوارہ ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ اندھیروں میں اجالا ہوتے ہیں۔۔۔۔۔



خلیفہ اعظم حضرت مولانا حافظ سید احمد شاہ

قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز

(متوفی ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۱ء)

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
 والہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں؟
 تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
 نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
 نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
 ید بیضائے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
 ترستی ہے نگاہ نارسا جس کے نظارے کو
 وہ رونق انجمن کی ہے انہیں خلوت گزینوں میں
 کسی ایسے شرر سے پھونک اپنے خرمن دل کو
 کہ خورشید قیامت بھی ہوتیرے خوشہ چینوں میں
 محبت کے لئے دل ڈھونڈ کوئی ٹوٹنے والا
 یہ وہ ہے جسے رکھتے ہیں نازک آہگینوں میں



شیخ المشائخ، غوث زماں، پیر طریقت پیشوائے اہل سنت
 حضرت العلامہ الحافظ قاری سید محمد احمد شاہ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ
 و حضرت العلامہ الحافظ قاری سید محمد طیب شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ
 دربار عالیہ قادریہ۔ شتالو شریف۔ سری کوٹ۔ ہری پور۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت مولانا حافظ سید احمد شاہ سریکوٹی علیہ الرحمہ خاندان سادات کے چشم و چراغ تھے، سری کوٹ (ہری پور ہزارہ، پاکستان) میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی، ہندوستان کے مدارس عربیہ میں علوم معقولہ و منقولہ کی تحصیل فرمائی، دارالعلوم دیوبند میں مولوی محمود حسن سے بھی پڑھا اور ان کے اولین تلامذہ میں شامل ہوئے مگر صحیح العقیدہ سنی حنفی تھے جس کا ثبوت آپ کے قائم کردہ وہ مدارس عربیہ ہیں جو مسلک اہل سنت جماعت کی ہجگہ ویش میں خوب خدمت کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

تکمیل علوم کے بعد افریقہ کے شہروں کیپ ٹاؤن، دنجاہ، مماسہ وغیرہ میں اشاعت اسلام کے لئے عرصہ دراز تک تبلیغی دورے کرتے رہے، افریقہ سے وطن عزیز واپسی کے بعد حضرت خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ کی خدمت میں چھوڑ شریف حاضر ہوئے جو سری کوٹ سے تقریباً ۱۸ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

شیخ طریقت علیہ الرحمہ کی ہدایت پر ۱۹۲۰ء میں ہری پور سے رنگون تشریف لے گئے اور وہاں سلسلہ عالیہ قادریہ رحمانیہ اور اسلام کی خوب خوب تبلیغ فرمائی، ہزاروں طالبوں کو اپنے شیخ سے غائبانہ بیعت کرایا اور ہزاروں

لاکھوں انسانوں کو راہ ہدایت دکھائی۔۔۔۔۔ ابتداء میں آپ کو اجازت و خلافت حاصل نہ تھی لیکن کچھ عرصہ بعد اس سعادت سے بھی نوازے گئے۔ رنگون کے ایک فرزند طریقت جناب تفضل حق صاحب تحریر کرتے ہیں:

”آپ جب ۱۹۲۰ء میں رنگون ملک برہما تشریف لائے تو اول

اول آپ نے ایک عرصہ تک اپنے مرشد غوث الزماں حضرت

محمد عبدالرحمن صاحب مرحوم کے فضائل و کمالات سے لوگوں کو

آگاہ کرنا شروع کیا اور توحید ربانی کے جذبات سے چوں کہ

آپ منور ہو چکے تھے اور اس میدان بے انتہا کی سیر کر رہے تھے

اور مرشد برحق زندہ تھے اور ان کے فرمودات بذریعہ نوازش

نامہا جاری تھے اور جذبہ عشق کو بڑھا رہے تھے اور شوق بڑھ رہا

تھا کہ یکا یک دریائے رحمت جوش میں آیا اور فیوضات قادر یہ

نے موج ماری اور تشنگان محبت کو آب زلال سے مالا مال کرنے

کا وقت آیا تو جناب غوث الزماں حضرت محمد عبدالرحمن صاحب

مرحوم نے بذریعہ خط مولانا صاحب کو اجازت بیعت کی فرمائی

اور لوگ فیض یاب ہونے شروع ہو گئے۔“ (۲۸)

چوں کہ حضرت خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ کا وصال ۱۹۲۲ء میں ہوا اور

حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ ۱۹۲۰ء میں رنگون تشریف لے گئے اس لئے

آپ کو ۱۹۲۰ء اور ۱۹۲۲ء کے درمیان کسی وقت اجازت و خلافت عطا کی گئی

۔۔۔۔۔ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ تقریباً ۱۶ سال رنگون میں رہے اور

انہوں تشنگان راہ کو ہدایت فرمائی۔

رنگون میں قیام کے دوران حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے بہت سے کام کئے مگر چار کارنامے نہایت ممتاز ہیں۔

(۱) دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ (چھوڑ شریف) کی تعمیر نو

یہ دارالعلوم ۱۹۰۲ء میں حضرت خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ نے قائم فرمایا حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے مریدین رنگون و بنگال کی اعانت سے دارالعلوم کی کچی عمارات کو دو منزلہ پختہ عظیم الشان عمارت میں تبدیل کیا۔۔۔۔۔ اساتذہ کے لئے مکانات اور طلباء کے لئے دارالاقامہ تعمیر کرائے، مدرسین اور دوسرے ملازمین کے لئے ماہ بہ ماہ رنگون سے تنخواہ بھیجنے کا انتظام فرمایا۔۔۔۔۔

چنانچہ حضرت حافظ صاحب کے مرید جناب تفضل حق صاحب اس سعادت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حضرت محمد عبدالرحمن صاحب مرحوم بانی مدرسہ اپنے زمانے کے غوث تھے، اور جن کے دست کرم سے مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ (ہری پور) کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور مجموعہ صلوٰۃ الرسول ایک عظیم الشان کتاب آپ نے تصنیف فرمائی۔ ان کے ہزاروں حلقہ بگوش و مجاز تھے مگر یہ نعمت کسی کو نصیب نہ ہوئی یہ حصہ ہمارے مرشد حضرت مولانا صاحب کا تھا ان کو ملا اور ان کے طفیل سے ہم مساکین رنگون کو شرکت نصیب ہوئی“ (۲۰)

(۲) جامعہ احمیہ سنیہ، (چانگام) کی تاسیس:

اقامت دین اور اشاعت اسلام کے لئے چانگام میں جامعہ احمیہ سنیہ کے نام سے ایک سہ منزلہ دارالعلوم کی بنیاد رکھی جس کو آج بھی آپ کے مریدین حسن و خوبی سے چلا رہے ہیں اور اطراف و اکناف میں غم دین کی روشنی پھیل رہی ہے، ہزاروں تشنگان علم مستفیض ہو چکے اور برابر ہو رہے ہیں۔

(۳) مجموعہ صلوٰۃ الرسول ﷺ کی طباعت و اشاعت:

حضرت حافظ صاحب عالیہ الرحمہ جب ۱۹۲۰ء میں رنگون تشریف لے گئے تو کچھ عرصہ بعد حضرت خواجہ عبدالرحمن نے بذریعہ مکتوب گرامی اپنے تالیف لطیف مجموعہ صلوٰۃ الرسول کا انکشاف فرمایا۔ خود حضرت حافظ صاحب عالیہ الرحمہ نے اس کا اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

حضور پر نور مرشد برحق، نور مطلق، خواجہ خواجگان جناب حضرت خواجہ عبدالرحمن صاحب چھوردی قدس اللہ سرہ العزیز نے جب کتاب محیر عقول العقول فی بیان اوصاف عقل العقول المسکونی بہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول کہ بارہ برس آٹھ مہینہ ہیں دن میں تصنیف کر کے مکمل فرمایا تو سوائے چند خاص متعلقین و مخلصین کے اور کسی کو معلوم نہ تھا کہ آپ نے اس قسم کی کتاب تصنیف فرمائی ہے، چند برس تک اس طرح یہ کتاب پردہ خفا میں رہی کہ آپ نے اس کے چھپوانے کا کبھی نام تک نہ لیا، جب ایام وصال قریب پہنچے تو آپ نے بذریعہ خط کے مجھے حکم فرمایا کہ:

”میں نے ایک کتاب تالیف کی ہے، میری تمنا ہے کہ یہ کتاب

طبع کرائی جائے، اگر ہو سکے تو تم رنگون کے مسلمانوں سے چندہ
کر کے اس کتاب کو چھاپ دو“ (۲۰)

احباب رنگون سے مشورہ کیا، پبلشر سے خرچ کی تفصیلات معلوم کیں
جس کا تخمینہ اس سستے زمانے میں چار ہزار روپے لگایا گیا، ۱۰ ارذی الحجہ ۱۹۲۳ء
کو رنگون کے ایک مخیر عقیدت مند سیٹھ احمد اللہ کہا ہو سے ملاقات کی، طباعت
کے سارے اخراجات کا انہوں نے ذمہ لیا چنانچہ حضرت خواجہ عبدالرحمن علیہ
الرحمہ کے وصال کے بعد حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ کی نگرانی میں مجموعہ
صلوٰۃ الرسول کا پہلا ایڈیشن منظر عام پر آیا اور مفت تقسیم کیا گیا۔۔۔۔۔ حضرت
حافظ صاحب علیہ الرحمہ کے برادر طریقت مولوی عظمت اللہ سریکوٹی علیہ الرحمہ
نے طباعت و اشاعت کی اس سعادت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

”فیافر حاکم! کہ اس مبارک کتاب محیر العقول فی بیان اوصاف
عقل العقول المسکونی بہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول کی تحریک طباعت و نشر
کا شرف اخی المکرم جناب مولوی حافظ سید احمد کو میسر ہوا اور
مصارف طباعت کا فخر باقیات الصالحات کی توفیق جناب سیٹھ
احمد اللہ صاحب کیا ہو بالقابہ و دیگر اخوان رنگون کو حاصل ہوا۔
شکر اللہ سبحانہ سعيہم فی الدنیا و الآخرة“

حاشا ان یحرم الراجی مکارمہ

او یرجع الجار منه غیر محترم (۳۱)

پہلی اشاعت کے بعد حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ کی مساعی اور

حضرت علامہ محترم امیر شاہ صاحب گیلانی دامت برکاتہم العالیہ کی نگرانی میں ۱۹۵۳ء میں حضرت ممدوح مدظلہ العالی کی نگرانی میں تیسری اشاعت منظر عام آئی پھر دوسرے ایڈیشن آئے۔۔۔۔۔

حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے مجموعہ صلوٰۃ الرسول کی طباعت و اشاعت میں جس کمال ایثار قربانی کا مظاہرہ فرمایا وہ اپنی مثال آپ ہے، محبت ہو تو ایسی ہو، عقیدت ہو تو ایسی ہو، ایثار ہو تو ایسا ہو۔۔۔۔۔!

اپنی حیات مبارک میں حضرت خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ نے ہدایت فرمائی کہ جب تک مجموعہ صلوٰۃ الرسول کی اشاعت اور دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ کے لئے مناسب بند و بست نہ ہو جائے وطن عزیز واپس نہ آنا۔۔۔۔۔ چنانچہ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے اس ہدایت پر اس شان سے عمل کیا کہ لخت جگر بھی خدا کو پیارے ہو گئے مگر آپ رنگون چھوڑ کر وطن عزیز تشریف نہ لے گئے۔ ۱۹۲۵ء میں صاحبزادہ مولوی محمد صالح علیہ الرحمہ کی سخت علالت کا تار آیا۔۔۔۔۔ خود تحریر فرماتے ہیں:

”برخوردار محمد صالح کی سخت بیماری کا تار آیا ہے، مجھے طلب کیا گیا ہے مگر درود شریف اور مدرسہ اسلامیہ کی خدمت کے باعث نہیں جاسکتا ہوں۔۔۔۔۔ وافوض امری الی اللہ ان اللہ

بصیرم بالعباد۔۔۔۔۔“ (۲۲)

پھر ۱۹۲۸ء میں صاحبزادہ موصوف کے سانچہ رحلت کا تار پہنچا۔۔۔۔۔ قلب و جگر کا کیا عالم ہو گا مگر نہیں اس پیکر صبر و استقامت نے تحریر فرمایا:

”تخت جلوس، پارک وٹیر، راحت روٹ و چائٹم، سرویتیٹ مادر،
 وگلڈ سٹہ امید پور، فرزندار جند من مولائی محمد صالح قدس اللہ سرہ
 العزیز ۳ شعبان المعظم بروز چہار شنبہ یوقت ظہر بجار شدہ نمونہ
 اس دار فانی سے بجانب دار بقاروتی افروز ہوئے خال حسد للہ
 علی فراقہ و حزنہ و بٹہ“ (۳۳)

ایک اور مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

”اگر چلا جاتا تو دور و د شریف، مدرسہ کی خدمت میں تخت نقصان
 کا اندیشہ تھا، نیز مرشد برحق نے عین حیات میں ایک خط لکے
 فرمایا تھا کہ کام چھوڑ کر وطن ہرگز نہ آنا، میں نے بہد یا
 تھا کہ نہ جاؤں گا، اگرچہ باقی صاحب (خواجہ عبد الرحمن) گزر
 جائیں، یا والد صاحب گزر جائیں، میری اولاد ہی کیوں نہ
 مر جائے، ہرگز نہ جاؤں گا“ (۳۴)

حادثات، ولایت کی تسوٹی ہیں، اندرونی ترقیوں کا حال بیرونی
 حادثات و واقعات سے ہوتا ہے۔۔۔ جو شخص حزن و ملال، رنج و مصیبت،
 غم و ہشت میں ملتا ہے اس کو ان کے ساتھ گزر رہا ہو بھی کامیاب و کامران ہو

آپس روزگار کو آسماں بٹا دیا
 جو غم سے استغمر جاناں بٹا دیا

حضرت حافظ علیہ الرحمہ اپنے مشن کی تکمیل کے بعد ۱۹۳۵ء میں وطن عزیز واپس لوٹے۔۔۔۔۔ روانگی کے وقت مریدین رنگون و بنگالی نے خراج عقیدت پیش کیا، الوداعی اجتماع میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے جناب تفضل حق صاحب نے یوں اظہار خیال کیا:

”بیماری مربی، آقا و مرشد حضرت مولانا مولوی حافظ سید احمد صاحب سرکیوٹی خلیفہ شیخ کامل، ولی اکمل، غوث الزماں حضرت محمد عبد الرحمن صاحب مغفور اپنے وطن مالوف کو ۶ سال کے چلنے کے بعد تشریف لے جا رہے ہیں اور اس عرصہ میں ان صاحب موصوف نے ہزاروں گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم دکھلایا اور اپنے فیوضات روحانی سے اس برہما جیسے دار کفر میں ہزاروں کو منور باسلام کیا اور اس عرصہ میں خدمت اسلامی میں مستغرق رہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ (ہری پوری) جو ایک گمنامی کی حالت میں پڑا ہوا تھا اس کا چہ چا ملک برہما سے تمام صوبہ سرحد میں کیا۔۔۔۔۔ آج ہم نہایت درد کے ساتھ اپنے کلچوں کو تھام کر اپنے مربی کو وطن کی طرف رخصت کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

بسلامت روی و باز آئی (۳۵)“

رنگون سے روانگی سے قبل حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے برادر طریقت جناب محمد عبدالعزیز جان (بنوں) کو اپنی آمد کی اطلاع دیتے ہوئے تحریر فرمایا:

”میں ۱۶ فروری ۱۹۳۵ء ۲۱ ذیقعدہ کو یہاں سے روانہ ہو کر ۳ دن کلکتہ قیام کروں گا، بعد ازاں وطن روانہ ہو کر حسین عرس شریف کے موقع پر دربار شریف حاضر ہوں گا، ان شاء اللہ“

چنانچہ حضرت حافظ صاحب غایہ الرحمہ ۱۶ سال کی طویل جدوجہد کے بعد وطن عزیز واپسی آئے اور آنے کے بعد تقریباً ۲۶ سال تک مخلوق انبی کو فیض یاب کرتے رہے، آپ کی ذات گرامی سے بے شمار طالبوں نے فیض پایا اور بہت سے مشرف بہ اسلام ہوئے، آپ حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی غایہ الرحمہ کی زندہ کرامت تھے۔ آپ نے ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۷/۲ اپریل ۱۹۶۱ء کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک سری کوت (بری پور، بنارہ) میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ العالی آپ کے جانشین ہیں، مولیٰ تعالیٰ ان کے فیوض و برکات کو جاری و ساری رکھے۔ آمین۔

حضرت حافظ صاحب غایہ الرحمہ کی تصانیف راقم کے علم میں نہیں البتہ آپ کے مکتوبات شریف کا مطالعہ کیا ہے جو اسرار و معارف کا خزانہ ہیں، چند مکتوبات گرائی سے اقتباسات پیش کیئے جاتے ہیں جن سے آپ کے عجز و انکساری، رشد و ہدایت اور طریقت و شریعت کا حال معلوم ہوتا ہے:

(۱) میں صدق دل سے عرض کرتا ہوں کہ مجھے اس بات کا شوق نہیں کہ

آپ حضرات مجھے حضور کا خلیفہ تصور کر کے میری باتوں کو خواہ نخواہ تسلیم فرماویں، اگر آپ لوگ مجھے اپنا خادم یا اپنے کمترین بھائی تصور

فرمائیں گے تو ممنون و مشکور ہوں گا۔ (۲۷)

(۲) اپنے گھر میں پیار و محبت اور درگزر کی عادت ڈالیں، سنت رسول اور

سنت مرشد یہی ہے، حضور ﷺ فرماتے ہیں خیر کم خیر کم لاہلہ

تم میں اچھا وہ ہے جو اہل و عیال کے ساتھ اچھا ہو۔ (۲۸)

(۳) آپ کو حدیث خیر کم خیر کم لاہلکم بطور خیر خواہی سنادی تو آپ

خفا کیوں ہوئے؟ اچھی بات پر خفا ہونا تو درکنار اگر کوئی گالی دیدے

جب بھی آپ کی ناراضگی اہل طریقت کے شایان شان نہیں آپ

خاطر جمع رکھیں میرے دل میں کسی قسم کی کدورت نہیں۔ (۲۹)

سبحان اللہ!

”شدہ است سینہ ظہوری پر از محبت یار

برائے کینہ اغیار در دلم جانست

کیا خوب سبق دیا۔۔۔ کوئی گالی بھی دے تو کہہ بھلا بھائی بھلا ہو گا۔!

اور طریقت کا کیسا اچھا گر سکھا دیا جس سے دین بھی بن جائے اور دنیا

بھی ستور جائے۔۔۔۔۔

(۴) سالک جب تک مقام نفس سے مقام قلب اور مقام قلب سے

مقلب قلب یعنی ذات و صفات مرشد کامل میں اپنی ہستی اور اپنے

اوہام و خیالات باطلہ کو ہلاک نہیں کر دیتا، اس کے مکاشفات و

مکالمات نفس اوقات تپے اور کبھی جھوٹے ہوتے ہیں، فنائے اتم کے

بعد مراتب علیہ الموسومہ بہ حق الیقین جلوہ گر ہوتے ہیں، اس مقام پر

تجربہ کار سالک کشف کاذب سے محفوظ ہو جاتا ہے والا صبح کاذب کو صبح صادق جان کر باطل پرست ہو جاتا ہے، بسا اوقات اہل کشف پر عالم مثال میں ایسے حالات منکشف ہوتے ہیں جن کا ظہور خلاف میں ہوتا ہے، حقائق اشیاء کا انکشاف بذریعہ کشف خیلے دشوار امر ہے۔ حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کے قصے پر غور کریں باوجود الوالعزم نبی ہونے کے ادراک حقائق نفس الامری سے محبوب ہے۔ مگر حضور اقدس، والا مقام، حضرت خضر علیہ السلام انہی حقائق محبوبہ موسویہ کو بالتفصیل جانتے ہیں، اگر سالک نے آپ کو کہد یا کہ ”یہ کام ایسا ہوگا“۔۔۔۔۔ ویسا ہوگا۔۔۔۔۔ مثلاً زیور کا فرمایا کہ ”آپ کی اہلیہ کو عطا ہوگا“، پھر یہ پیشین گوئی ظہور پذیر نہ ہو۔۔۔۔۔ ”فلاں جگہ تمہاری شادی ہوگی“ مگر نہ ہوئی۔ ”فلاں نوکری تم کو ملے گی“ مگر نہ ملی۔۔۔۔۔ یہ تمام امور فقر سے کچھ تعلق نہیں رکھتے بلکہ تمام نفس کے توہمات ہیں جو سالک کے سلوک کے لئے از حد مضر ہیں۔۔۔۔۔ درویشی اور مقام فتانی الشیخ کا عالی مرتبہ ان تمام خس و خاشاک سے بالاتر ہے۔ ان اللہ یحب عالی الہم، اللہ تعالیٰ عالی ہمتی کو پسند فرماتا ہے رزقنا اللہ سبحانہ وایاکم بحرمة مرشدنا و بحرمة حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم و بحرمة شاہ جیلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آمین ثم آمین!

فتانی الشیخ کا مقام از حد لذیز و محبوب و مقصود تر ہے، شیخ کامل کا مقام

صفات مجردہ و مطلقہ جو ذات احدیت اقدس کے حضرت اعلیٰ میں دائرہ و جوہیہ
اولیہ الموسومہ بمقام جبروت ہے۔ اس مقام پر مرشد کامل، صفات خداوندی کا
جبہ پہن کر متمکن ہے، ہاں اس دائرہ و جوہیہ کے مرکز ذات اقدس محمدی علیہ
الصلوٰۃ والسلام ہیں یعنی آپ ذات احدی کے نور اول بواقی آپ کے نور شمس
کے ذرے ہیں، مولانا فرماتے ہیں:

چوں کہ ذات شیخ را کردی قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

رزقنا اللہ ایاکم ذلک المقام بحوۃ مولانا و مرشدنا و ملجانا و
ماوتنا، حضور پر نور، نور علی نور، حضرت اقدس خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد
عبدالرحمن قدس اللہ سرہ العزیز (۲)

حضرت سید احمد شاہ سرکیوٹی علیہ الرحمہ نے ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۸۰ھ / ۲۵
مئی ۱۹۶۱ء کو ایک سو برس سے زیادہ عمر پا کر وصال فرمایا۔ آپ کے جانشین
آپ کے صاحب زادے حضرت سید محمد طیب شاہ علیہ الرحمہ ہوئے۔ آپ
مدارس عربیہ اور خانقاہ قادریہ سیدیہ طیبیہ کے قیام کے ساتھ ساتھ ربیع الاول
شریف میں جلوس عید میلاد النبی ﷺ کا اہتمام فرمایا چنانچہ ۹ ربیع الاول کو
ڈھاکہ میں اور ۱۲ ربیع الاول کو چائنگام (بنگلہ دیش) میں بڑے ترک و احتشام
سے جلوس نکالے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ مدارس عربیہ سے علمی مجلے بھی
نکالے جاتے ہیں۔ حضرت سید محمد طیب شاہ علیہ الرحمہ کا ۱۵ ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ

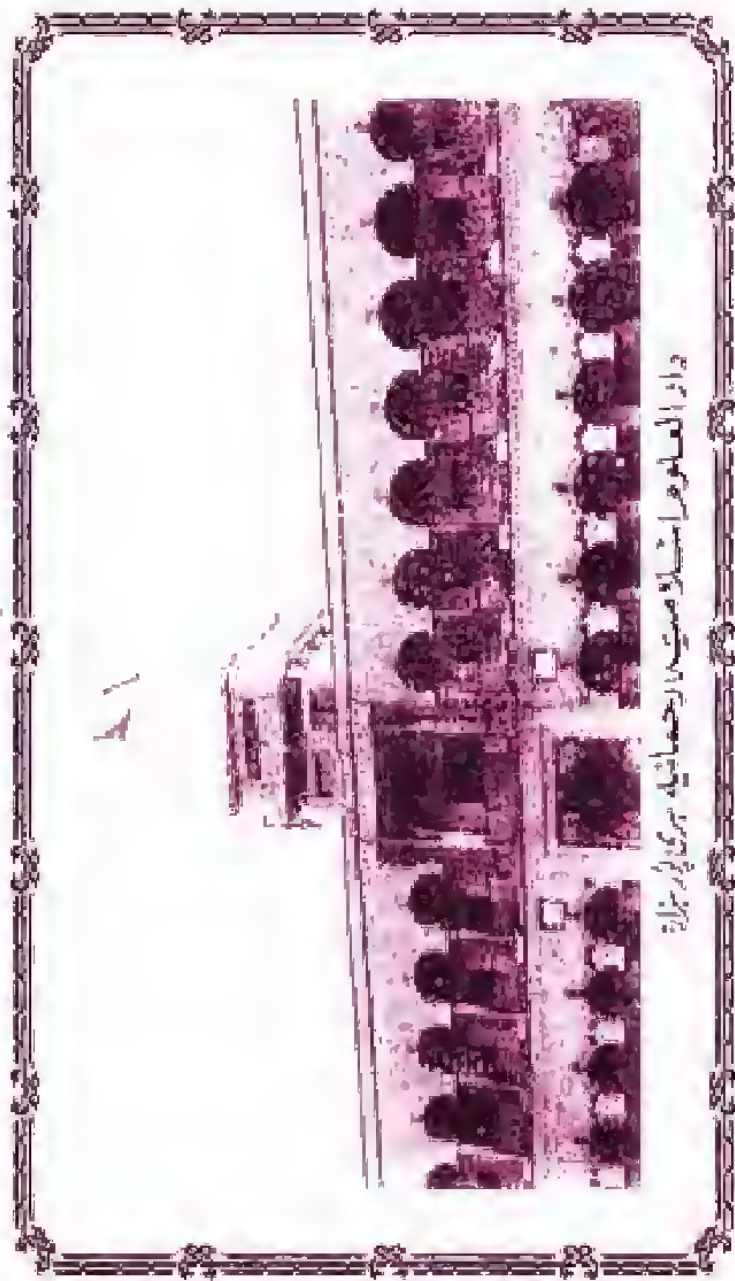
۷ جون ۱۹۹۳ء کو وصال ہوا۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادگان حضرت محمد طاہر شاہ مدظلہ العالی اور سید محمد صابر شاہ دامت برکاتہما بالترتیب خلیفہ ہوئے۔ حضرت سید محمد طاہر شاہ صاحب نے بھی بہت سے اہم کام کئے۔ جامعہ طہیہ سرنیوٹ کی پانچ منزلہ شاندار عمارت آپ ہی کی سرپرستی میں تعمیر ہو رہی ہے جہاں علوم جدیدہ و قدیمہ کی تعلیم ہوگی۔ اس کے علاوہ ۱۹۹۵ء میں غوثیہ طاہریہ فاؤنڈیشن قائم کی۔ حضرت سید محمد طاہر شاہ صاحب کے تین صاحبزادے محمد قاسم شاہ، محمد حامد شاہ اور محمد احمد شاہ ہیں اور حضرت محمد صابر شاہ صاحب کے دو صاحبزادے سید محمود شاہ اور سید محمد عاقب شاہ اور محمد قاسم شاہ صاحب کے ایک صاحبزادے سید محمد مشہود شاہ ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ اس خاندان کو آباد رکھے اور اس کا علمی و روحانی فیض جاری رہے۔ آمین



دارالعلوم اسلامیہ جمانیہ

مونسۃ ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء

تجھ سے ہوا آشکار بندۂ مومن کا راز
 اس کے دنوں کے تپش اس کے شبوں کا گداز
 اس کا مقام بلند اس کا خیال عظیم
 اس کا سرور اس کا شوق اس کا نیاز اس کا ناز
 ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
 غالب و کار آفریں کارکشاکار ساز
 خاکی دھوری نہاد بندۂ مولیٰ صفات
 ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
 اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل
 اس کی ادا دل فریب اس کی نگہ دل نواز
 رزم دم گفتگو ، گرم دم جستجو
 رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاک باز
 نقطۂ پر کار حق مرد خدا کا یقین
 اور یہ عالم تمام دھم و طلسم و مجاز
 عقل کی منزل ہے وہ عشق کا حاصل ہے وہ
 حلقۂ آفاق میں گرمی محفل ہے وہ
 اقبال



دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ برکات پورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ (ہری پور ہزارو) حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوردی اور آپ کے خلیفہ اعظم حضرت حافظ سید احمد سریکوٹی قدس سرہما العزیز کے ذوق و شوق اور جذبہ بلند کا شاہکار ہے۔۔۔۔۔ ابتداء میں اس مدرسہ کا نام مدرسہ اسلامیہ محمدیہ تھا۔ ۱۹۰۲ء میں حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے اپنے دست مبارک سے اس کی بنیاد رکھی، بعد میں ۱۹۲۹ء میں مریدین بنگال درگنوں کے تعاون سے اس کی پہلی منزل پختہ تعمیر کی گئی پھر ۱۹۳۷ء میں دوسری منزل مکمل کی گئی۔

اس دارالعلوم کے آغاز تعمیر کا واقعہ بھی بڑا عرفانی ہے۔۔۔۔۔ سابق ریاست انہ (صوبہ سرحد) کے والی نواب میجر سرخانی زماں خاں صاحب مرحوم نے ۵ کنال کا ایک باغ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں نذر کیا۔۔۔۔۔ آپ نے قبول فرمایا اور بعد میں پھلدار درختوں کو ایک ایک کر کے کاٹنا شروع کیا، لوگ حیران رہ گئے، کسی نے عرض کیا حضرت یہ آپ کیا کر رہے ہیں، پھلدار درختوں کو کیوں کاٹ رہے ہیں، آپ نے جواباً فرمایا:

”میں ایسا باغ لگانا چاہتا ہوں جس کے پھل لوگ قیامت تک کھائیں“

(بحوالہ مکتوب ۲۷/۱۱/۱۹۷۷ء، خیر و خیر، ۱۹۷۷ء، پشاور)

چنانچہ اس باغ کی زمیں پر آپ نے مدرسہ اسلامیہ محمدیہ (دارالعلوم

اسلامیہ رحمانیہ) کی بنیاد رکھی۔۔۔۔۔ دنیا پر جس کی نظر ہوتی ہے وہ ایک ایک چیز کو سنبھال کر رکھتا ہے مگر جس کی نظر موٹی پر ہوتی ہے وہ درختِ نبات تو کیا درختِ حیات بھی اللہ اور رسول کی راہ میں کٹوا دیتا ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ ان عشاقِ کاملین میں تھے جنہوں نے اپنی حیات مبارکہ حق جل مجدہ اور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے لئے وقف کر دی تھی۔۔۔۔۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے دارالعلوم کی تعمیر میں خود حصہ لیا، مٹی کی ٹوکریاں خود اٹھائیں اور مسجد نبوی کی تعمیر میں حصہ لینے والے اس رحمتِ عالم ﷺ کی یاد تازہ کر دی۔۔۔۔۔ سارا سارا دن خود مٹی کی اینٹیں بناتے، دیواریں چنتے، مزدوروں کا کام بھی خود کرتے، نہ کھانے کا ہوش نہ آرام کا، سچی لگن تھی، سچا عشق تھا۔

ہر لحظہ نیا طور نئی برقِ تجلی
اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے !

ابتداء میں دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ کچی کوٹھڑیوں میں تھا، اساتذہ بھی زیادہ نہ تھے، مگر پودا ایک مردِ کامل نے لگایا تھا، پھر درخت کیوں نہ برگ و بار لاتا!۔۔۔۔۔ مردِ کامل کی شان ہی یہ ہے کہ جس کا وہ آغاز کر دے وہ نامکمل نہیں

رہ سکتا، غیب سے اس کی تکمیل کے سامان پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔۔۔۔۔

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے خلیفہ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ رنگون میں قیام پذیر تھے۔۔۔۔۔ ۱۵ فروری ۱۹۲۵ء کو مریدین کے ایک اجتماع میں آپ نے تقریر فرمائی اور دارالعلوم کے لئے تحریص و ترغیب فرمائی، بس پھر کیا تھا ملک برما کے ان دل والوں نے دل کھول کر مدد فرمائی، دارالعلوم کا سارا خرچ برداشت کیا، ان کی توجہ نے اس دارالعلوم کو دور و نزدیک شہرت بخشی، چنانچہ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ کے ایک مرید جناب تفضل حق صاحب (رنگون) مریدین کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں :

”حضرات ! اس پر آشوب زمانے میں ایک مجاہد فی سبیل اللہ نے ضلع ہزارہ مقام ہری پور میں ایک دینی درسگاہ کی بنیاد ڈالی تھی، چوں کہ یہ کام نیت صادقہ سے اس قطب دوراں نے شروع فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کی تکمیل کے واسطے ایک جری اور ذی ہمت اور موسوی جذبے والا اور عمری عدل والا انسان کو منتخب فرمایا کہ جس کے ہاتھوں یہ کام ظاہر وجود میں آیا۔

حضرات ! ان کا نام گرامی جناب حافظ مولوی سید احمد صاحب سریکوٹی ہے (۴۲) مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ جو کہ ایک گمنامی کی حالت میں پڑا ہوا تھا اس کا چرچا ملک برہما سے تمام صوبہ سرحد میں کیا (۴۳)“

رنگون کے برادران طریقت کی اعانت سے نہ صرف دارالعلوم کی

نہارت کو پختہ بنایا گیا بلکہ دارالعلوم کی وسعت کے لئے ایک قطعہ زمین بھی خرید اگیا، بلاشبہ ان کی مخلصانہ مدد نے دارالعلوم کی زندگی میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو اس تعاون کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین!

دارالعلوم میں مسلک اہل سنت و جماعت کے مطابق دورہ حدیث تک علوم معقولہ و منقولہ پڑھائے جاتے ہیں، حفظ قرآن کریم اور قرأت و تجوید کی تعلیم کا بھی انتظام ہے، انگریزی تعلیم کی ابتدائی جماعت کا درس ہوتا ہے۔۔۔۔۔ دارالافتاء اور دارالکتب بھی ہے۔۔۔۔۔ مسجد شریف اور طلباء اور اساتذہ کے لئے اقامت گاہیں بھی ہیں۔۔۔۔۔ کھیل کے میدان بھی ہیں جو بالعموم عربی مدارس میں نہیں ہوتے۔۔۔۔۔

دارالعلوم میں طلباء کی ساری ضروریات، انتظامیہ برداشت کرتی ہے مزید یہ کہ وظائف بھی دئے جاتے ہیں اس کے علاوہ جو اساتذہ مجدد ہیں ان کے طعام و قیام کا انتظام بھی دارالعلوم کی طرف سے بلا معاوضہ کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ ہمارے ملک بلکہ پیردن ملک بھی عربی مدارس کی سوا کوئی مدرسہ ایسا نہ ہوگا جہاں تمام طلباء کے طعام و قیام بلکہ اساتذہ کے طعام و قیام کی ذمہ داری انتظامیہ نے لی ہو۔ آفریں ہو اس انتظامیہ کو اور آفریں ہو ایسے طلباء کو جنہوں نے دنیا کی لالچ سے دل کو پاک کر کے اپنی زندگیاں دین کے لئے وقف کر دیں۔۔۔۔۔ یہ بڑی ہمت کی بات ہے، یہ بڑی استقامت کی بات ہے۔۔۔۔۔ اسلامی نظام زندگی میں علم، علاج، انصاف بہت ہی ارزاں رہا ہے بلکہ مفت، جدید نظام زندگی میں یہ تینوں نہایت گراں ہیں۔۔۔۔۔ جاہل کے

لئے علم، بیمار کے لئے علاج، مظلوم کے لئے انصاف بہت ہی قیمتی ہو گیا ہے لیکن یہ ہماری بد بختی اور بد نصیبی ہے کہ ہم اس نظام کی طرف لپکتے ہیں جس نے ہماری کمر توڑ دی اور اس نظام زندگی کی طرف نہیں آتے جس نے ہمارا دل اور کمر دونوں مضبوط کئے اور انسانی ہمدردی و شرافت جس کا طرہ امتیاز ہے۔ قابل تحسین و آفریں ہیں وہ لوگ جو اس طرف متوجہ ہیں۔

دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ میں دور دراز سے طلباء آتے رہے، مثلاً کشمیر، سرحد، پنجاب، سندھ، رگون، بنگال وغیرہ وغیرہ

علمی سرگرمیوں کے علاوہ دارالعلوم کی طرف سے جلوس و جلسہ عید میلاد النبی ﷺ کا ہر سال اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ نہ صرف طلبہ بلکہ عوام الناس بھی محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی یاد سے اپنے سینوں کو آباد رکھیں اور ہر سال نیا جوش و ولولہ پیدا کریں۔۔۔۔۔ اس کے علاوہ دارالعلوم میں دورہ قرآن کریم وغیرہ کا بھی انتظام کیا جاتا ہے، فقہی مسائل سے متعلق اشتہارات وغیرہ بھی شائع ہوتے رہتے ہیں لیکن ضرورت اس کی ہے کہ باقاعدہ شعبہ تصنیف و تالیف قائم کیا جائے، ویسے دارالعلوم کی طرف سے گاہے گاہے رسائل شائع ہوتے رہتے ہیں مثلاً حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری کا رسالہ سوانح سراج الفقہاء (مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۲ء) وغیرہ۔۔۔۔۔

دارالعلوم کے ابتدائی انتظام و انصرام میں ناظم دارالعلوم مولوی کریم عبد اللہ صاحب مرحوم (ساکن ملکیا، رگون) نے اہم کردار ادا کیا جس کا اعتراف کرتے ہوئے جناب تفضل حق صاحب فرماتے ہیں:

”اور جناب مرشدنا مولانا (حافظ سید احمد سریکوٹی) اس بے انتظای سے ہر وقت بے قرار رہا کرتے تھے، چوں کہ آپ کو مدرسہ کے ساتھ شغف تھا اور کوشش میں لگے رہتے تھے کہ کوئی معاون مل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مراد کو ایک ایسے خادم کے ہاتھ سے پورا کیا کہ جس نے انجمن (انجمن شوری رحمانیہ، رنگون) میں مولانا صاحب کے پاس رنگون رہ کر جذبہ انتظام کو سیکھا تھا اور اس نے مدرسہ کے تمام شعبوں کو منظم کر کے انجمن اور مولانا کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا، آج مدرسہ ایک عظیم حیثیت سے باقی مدارس کا ہم پلہ ہے، وہ صاحب موصوف ناظم مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ مولوی کریم عبد اللہ صاحب ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی محنتوں کو قبول فرمائے۔ آمین۔ (۳۳)

دارالعلوم میں وقتاً فوقتاً سالانہ اجلاس میں عمائدین حکومت اور علماء آتے رہے اور قیمتی تاثرات سے نوازتے رہے۔ ۱۹۴۸ء میں تحریک پاکستان کے ممتاز رکن اور سابق مرکزی وزیر و گورنر پنجاب جناب سردار عبدالرب نشتر مرحوم تشریف لائے۔۔۔۔۔

۱۹۴۹ء میں پاکستان کے پہلے وزیر اعظم شہید ملت لیاقت علی خاں مرحوم تشریف لائے۔۔۔۔۔ ۱۹۶۰ء میں سفیر پاکستان متعینہ ایران خان عبدالرحمن خاں تشریف لائے۔۔۔۔۔ ۱۹۶۲ء میں سابق صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں مرحوم اور وزیر فضل القادر چودھری تشریف لائے۔۔۔۔۔

ان حضرات نے جن تاثرات کا اظہار کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دارالعلوم ان کی نظر میں بڑی وقعت رکھتا تھا۔۔۔۔۔ ان کے تاثرات اس لئے اور بھی وقیع ہیں کہ یہ حضرات بظاہر صحبت علماء سے اور علم دین سے بیگانہ نظر آتے ہیں۔۔۔۔۔

سردار عبدالرب نشتر (۳۱ دسمبر ۱۹۴۸ء)

”دارالعلوم ایسے مرد کامل نے بنایا ہے جس کی قدم بوسی ہی ذریعہ نجات آخرت ہے۔ اس دارالعلوم نے شرقی اور مغربی پاکستان کو ایک مضبوط رشتے میں منسلک کر دیا ہے جسے کبھی سیاست کے طوفان نہیں توڑ سکتے۔“

شہید ملت لیاقت علی خاں (۲۳ مارچ ۱۹۴۹ء)

”میرے نزدیک قیام پاکستان اسل میں اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ جب حضرت قائد اعظم نے پشاور میں ۱۹۴۵ء میں کہا:

”مسلمان ایک خدا، ایک رسول، ایک

قرآن اور ایک مسلم لیک کے جھنڈے

تے جمع ہو جائیں“

تو یہ دین محمدی ہی کا صدق تھا کہ دو سال بعد پاکستان عالم وجود میں آ گیا۔ میں سمجھتا ہوں اس بھئی پاکستان کے تحفظ و بقا کے لئے اسلامی ادارے ہی انہم کردار ادا کر سکتے ہیں اور دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ تو حضرت غوث الثرمال خواجہ محمد عبدالرحمن چچوروی کی یادگار ہے جن کی بدولت ایک ہزار میل دور کے مسلمان بھی مغربی پاکستان کے

مسلمانوں کے مرید بھائی ہیں۔ یہ ایسا رشتہ ہے جسے بڑی سے بڑی طاقت بھی شکست نہیں دے سکتی۔

خان عبدالرحمن خان (۲۷/ مئی ۱۹۶۰ء):

”مجھے یہ سن کر بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، جس کی بنیاد غوث الزماں حضرت خواجہ محمد عبدالرحمن صاحب چھوردی کے پاک ہاتھوں سے رکھی گئی، کا کام خوش اسلوبی سے سرانجام ہو رہا ہے۔ مجھے امید واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ غوث پاک کی برکت اور اپنی عنایات سے اس درسگاہ سے بہترین حید عالم و مشائخ پیدا کرے گا، جو دل و دماغ کو اسلامی علم سے از سر نو ررشدن کریں گے اور جو مسلمانوں کے لئے باعث فخر ثابت ہوں گے۔“

فیلڈ مارشل محمد ایوب خان (۲۲/ فروری ۱۹۶۲ء)

”اگر پاکستان کے عوام اسلام سے منحرف ہو گئے تو یہ ملک بھی ٹھٹھ ہو جائے گا۔۔۔۔۔ حضرت غوث الزماں خواجہ عبدالرحمن ملوی قادری چھوردی نے جس مشن کی بنیاد رکھی تھی وہ اسلام کی سر بلندی اور پاکستان کے استحکام اور جہ کے لئے نمایاں کردار انجام دے گا۔

بانی دارالعلوم خواجہ عبدالرحمن چھوردی نے مغربی پاکستان کے دور افتادہ گاؤں میں بیٹھ کر آج سے پچاس برس پہلے مغربی اور مشرقی پاکستان کے مسلمانوں میں اتحاد، بھائی چارہ اور اخوت کا رشتہ قائم کیا۔ اللہ والوں کی نظریں مستقبل پر ہوتی ہیں۔ اس لئے خیر سے چٹکا لگ تک مسلمان ایک لڑی

میں پرودے گئے ہیں۔“

بلاشبہ روحانی رشتہ اتنا قوی و مستحکم ہوتا ہے کہ اس کے سامنے سب رشتے چھٹ جائیں۔۔۔۔۔ ارواح کا ملاپ نہ ہو تو قریب رہتے ہوئے انسان سے انسان نہیں ملتا۔۔۔۔۔ اس کے برعکس ارواح کا ملاپ ہو جائے تو ہزار جغرافیائی قیود کے باوجود بھی انسان مل کر رہتا ہے۔۔۔۔۔ یہ کرامت ہے روحانیت کی۔۔۔۔۔ اس کو ماضی میں چشم عالم نے دیکھا، اب بھی دیکھ رہی ہے اور قیامت تک دیکھتی رہے گی۔۔۔۔۔ حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوڑ دی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا:

”قرب جانی را بعد مکانی نیست“

سبحان اللہ، سبحان اللہ!

جدا ہیں مجھ سے وہ لیکن نہیں پھر بھی جدا مجھ سے

مراد ان میں رہتا ہے وہ میرے دل میں رہتے ہیں

مجموعہ رسلوۃ الرسول ﷺ

مؤلفہ ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء

ہے مگر اس نقش میں رنگ ثبات و دوام
 جس کو کیا ہو کسی مرد خدا نے تمام
 مرد خدا کا عمل عشق ہے صاحب فروغ
 عشق ہے اصل حیات، موت ہے اس پر حرام
 تند و سبک میر ہے گرچہ زمانے کی رو
 عشق خود ایک سیل ہے، سیل کو لیتا ہے تمام
 عشق کی تقویم میں عصر رواں کے سوا
 اور زمانے بھی ہیں جن کا نہیں کوئی نام
 عشق دم جبرئیل، عشق دل مصطفیٰ
 عشق خدا کا رسول، عشق خدا کا کلام
 عشق کی مستی سے ہے پیکر گل تابناک
 عشق ہے صہبائے خام، عشق کاس الکرام
 عشق فقیہ خرم، عشق امیر جنود
 عشق ہے ابن السبیل، اس کے ہزاروں مقام
 عشق کی مضراب سے نغمہ تار حیات
 عشق نے نور حیات، عشق سے نار حیات

الجزء السادس والعشرون

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
والحمد لله رب العالمين
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
والحمد لله رب العالمين

مَجْمُوعَةُ صَلَواتِ الرَّسُولِ

فِي صَلَواتِ سَيِّدِنا مُحَمَّدٍ
وَعَلِيٍّ وَآلِهِمَا الطَّاهِرِينَ

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
والحمد لله رب العالمين
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
والحمد لله رب العالمين

سرورق مجموعه صلوة الرسول قدیم ایڈیشن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ بِعِزَّةِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبِعَظَمَتِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبِعِزَّةِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 وَبِعَظَمَتِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَجِدُ إِلَهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَا لَكَ يَوْمَ الدِّينِ إِلَاهُكَ تَعْبُدُ وَإِلَاهُكَ
 نَسْتَعِينُ إِيهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ
 عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِي سَمِعَ إِلَى مَقَرِّ الرَّحْمَةِ وَجِبَابِ الْعِظَمَةِ
 وَالْمَنَادَى يُنَادِي هَذَا الرَّفِيقُ الْأَمَّةَ وَالشَّفِيقُ مُحَمَّدٌ اللَّهُ
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِي تَقَبَّلَ مَسْرَعَةً وَأَعْلَامَ
 عِزِّهِ وَظَاهِرَةً وَعَظَمَتِهِ فَاجِدْهُ وَأَنْتَ أَرْطَلَعْتَهُ السَّعِيدَةَ
 بَازِرَةً اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِي جَلَّ عَرْوُ وَسْهِرُهُ
 الْمُسَيَّبُ عَلَى مَعَالَى قُصُورِ أَهْلِ الْعَالَمِينَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا
 مُحَمَّدٍ الَّذِي جَلَّ عَرْوُ وَسْهِرُهُ وَعِزُّهُ مِنْ مَظَاهِرِ الْأَسْرَارِ
 عَلَى عَمْرٍاءِ أَفَاقِ الْعَنَانَةِ الرَّقَابَةِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 الَّذِي أَيْقَضَ جَبْرَيْلُ بْنُ مَنَاوِهِ إِلَى عَمَلِ تَعْظِيمِهِ وَمُكَلَّلَهُ

مجموعۃ صلوۃ الرسول کے قدیم ایڈیشن کا ایک صفحہ

حضرت علامہ محمد عبدالغنی سیالکوٹی المعروف فاضل لاہوری نے اسی لیے فرمایا :

فان ما عرفه علماء الفلاس منها بافكارهوا قليل بالنسبة الى ما عرفه الاولياء من حاشية بطلانی
ملك یعنی علمائے فلاس کے علوم کی علامتیں باطن اور ادراکات اور روایت کے علوم کے مقابل کوئی حیثیت نہیں بلکہ وہ آقا علی علیہ السلام
بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ کسی علوم میں کامل دسترس حاصل کئے بغیر ولایت حاصل نہیں ہو سکتی، ان کی دلیل
یہ ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : **هَذَا شَعْنُ الْإِسْمَاعِيلِ بْنِ جَعْفَرٍ** اللہ تعالیٰ نے کسی
جہاں کو اپنا ولی نہیں بنایا اور فانا اسی لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :
پہلے علم چل شمع باید گرداخت
کے بعد علم حلال تھا را شناخت

یعنی علم کو حاصل کرنے میں اپنے آپ کو شمع کی طرح چھلنا چاہیے کیونکہ بے علم شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان نہیں سکتا، لیکن اس کا مطلب
یہ نہیں ہے کہ بعض کسی علوم پر اللہ تعالیٰ کا عرفان اور ولایت کا حصول موقوف ہے اور اس کے بعد ہی روح کی جہاد اور انیس
کلب کی صفائی حاصل ہوتی ہے بلکہ جب عنایت الہیہ شامل حال ہوتی ہے، اور مبدیہ فیاضی کا بحر وجود کو مچوڑی پر آتا ہے تو
خوش بخت اور سادہ مند بندوں کے دل و دماغ اور قلوب و ادوار الہیہ سے متورک ہوتے جاتے ہیں اور انہیں خودی علیہ السلام
اور اکائیت کا نظریہ پیدا ہوتا ہے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے تفریق الوہیت سے عجب العجب و العارف بنا کر جنت و طاعت
علم میں غائی بنا دیا اور انام الایمان والرسولین صلی اللہ علیہ وسلم کو آتی جہنم کے باوجود ولی گردنایا بلکہ انبیاء و رسل کا استاد اور ولی
اور شہداء ہر بنیاد اور ان کی شہادتوں پر مبنی کھینچنے والا اور ان کی کتابوں کو مضمون فرماتے والا ہے

پیچھے کو ناکر وہ قسرا کن درست

کتب خاندان ہند ملت بخت

آپ صرف اپنی اہمیت کے لیے کتاب و حکمت کے معلم نہیں بلکہ تمام انبیاء و رسل کے لیے ہمارے معلم حقائق و معارف بنے
اور استاذ الاساتذہ اور استاذ الفاضل قرار پائے

نگار من کہ بکتب زنت و خط خوش

بغزوہ مسئلہ آموزہ عدد و درس شد

لہذا اس میں تعجب اور اچھٹے کی کیا بات ہو سکتی ہے کہ عالم اسباب اور مومل و عاویہ جاریہ سے ہٹ کر کثرہ قدرت کا اظہار
کرتے ہوئے اللہ رب العزت نہیں رقت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل کسی علوم کی تحصیل کے بغیر ہی بعض آری سادہ مندوں اور حلق
بختوں کو علم و حکمت اور عرفان کے حقائق عطا فرما دے اور انہیں حقائق کا گاہ اور معارف چاہ اور دنیا و دوسے یعنی اولیہ بیت کا
حصول ان علوم و ہنر کے حصول کے بعد ہو لیکن طریقہ حصول کی خبر ہو۔

خواجہ عبدالرحمن چھوڑی علیہ الرحمہ کے علم لدنی کی وضاحت از قلم علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجموعۃ صلوٰۃ الرسول
کے بارے میں جو سب سے اہم مسائل
اور مسائل کے جوابات دیے گئے ہیں
ان کے بارے میں جو سب سے اہم مسائل
اور مسائل کے جوابات دیے گئے ہیں

صَلَاةُ الرَّسُولِ

مجموعہ

مجموعۃ صلوٰۃ الرسول

حضرت خواجہ غلام احمد خان صاحب

سب اہل چہرہ شریف جامعہ دہلی
صوبہ سندھ پاکستان

سرورق مجموعۃ صلوٰۃ الرسول جدید ایڈیشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الحمد لله الذي جعل القرآن
مكتوباً على كل لغة
مكتوباً على كل لغة
مكتوباً على كل لغة

کتاب فی فضائل القرآن
روزنامہ ترجمہ عجائب و غرائب القرآن
مجموعہ فضائل القرآن
مکتبہ اسلامیہ

مجموعۃ الصلوة الرسول

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مقدمہ

مکتبہ اسلامیہ شریف ضلع ہیڈور
ضلع سوات پاکستان

سرورق مجموعۃ صلوۃ الرسول جدید ایڈیشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نعمہ وصلی علی رسولہ الکریم

جیسا کہ عرض کیا گیا حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی علیہ الرحمہ نے قرآن کریم کے سوا کسی سے کچھ نہیں پڑھا حتیٰ کہ کسی سے لکھنا بھی نہ سیکھا، سنت مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کی اور جب فیضان الہی نے جوش مارا تو سینہ مبارک سرچشمہ علم و حکمت بن گیا۔۔۔۔۔ ایک اُنی محض انکشاف کرتا ہے کہ اس نے ایک کتاب لکھی ہے۔۔۔۔۔ اور کتاب بھی معمولی نہیں۔۔۔۔۔ علم و عرفان کا خزینہ۔۔۔۔۔ اس کتاب کی تدوین میں بارہ سال آٹھ مہینے صرف ہوئے اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی کہ درون خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا۔۔۔۔۔ یہ ہے اخفاء، یہ ہے تقویٰ۔۔۔۔۔ وصال سے کچھ عرصہ قبل اپنے خلیفہ اعظم حضرت مولانا حافظ سید احمد صاحب سریکوٹی علیہ الرحمہ کو رنگون تحریر فرمایا:

”میں نے ایک کتاب مجموعہ صلوٰۃ الرسول تالیف کی ہے جو بخاری کے طرز پر تیس پاروں پر مشتمل ہے، ہر پارہ قرآن شریف کے پاروں سے کچھ بڑا ہے، اگر ممکن ہو تو وہاں کے لوگوں سے چندہ کر کے اس کتاب کو چھاپ دو تا کہ خلق اللہ کو

اس سے فائدہ ہو۔ (۳۵)

چنانچہ حافظ سید احمد صاحب سریکوٹی علیہ الرحمہ نے رنگون کے ایک

عقیدت مند جناب سیٹھ احمد اللہ صاحب کہا ہو سے اس کا ذکر کیا، موصوف نے،
 اور رنگون کے دوسرے عقیدتمندوں نے کمرہمت باندھی اور حضرت حافظ
 صاحب علیہ الرحمہ کی نگرانی میں ۱۹۳۳ء میں پہلی بار مجموعہ صلوٰۃ الرسول رنگون
 سے دو جلدوں میں شائع ہوا (۲۶)۔ ۱۹۵۳ء میں حضرت حافظ صاحب علیہ
 الرحمہ ہی کی نگرانی میں تین جلدوں میں اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا۔۔۔۔۔
 جیسا کہ پارہ اول کے سرورق سے ظاہر ہے مجموعہ صلوٰۃ الرسول کا پورا
 نام اس طرح ہے:

”محیر عقول الفحول فی بیان اوصاف عقل العقول

المسمى به مجموعۃ صلوٰۃ الرسول

اس کے بعد ۲۹ پاروں کے سرورق پر یہ عنوان ملتا ہے:

”مجموعۃ صلوٰۃ الرسول فی صلواتہ وسلامہ صلی اللہ علیہ وسلم“

اس کے تیس (۳۰) پارے ہیں اور ہر پارے میں حضور اکرم ﷺ کی

کسی نہ کسی خوبی کا بیان ہے گویا کتاب کیا ہے سراپائے نبی کریم ﷺ ہے۔۔۔۔۔

دیدنی اور شنیدنی۔۔۔۔۔ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ اس کے بارے میں

فرماتے ہیں:

”یہ کتاب آپ کے علوم و معارف کے دریا کا ایک قطرہ ہے جو

اہل دنیا پر بعد از انتقال پر ملائی آپ نے بطور تحریث نعت منعم

جل و علا ظاہر فرمایا۔“ (۴۷)

مجموعہ صلوٰۃ الرسول کے تیس پاروں کی تفصیلات ملاحظہ فرمائیں:

فهرست

(مجموعه صلوة الرسول)

الجزء الاول	---:---	في نوره وظهوره
الجزء الثاني	---:---	في صلوته وسلامه
الجزء الثالث	---:---	في بدنه واعضائه
الجزء الرابع	---:---	في لباسه ولبسه
الجزء الخامس	---:---	في نسبه وحسبه
الجزء السادس	---:---	في شرفه و شرافته
الجزء السابع	---:---	في اسمائه وصفاته
الجزء الثامن	---:---	في سيادته وسيدته
الجزء العاشر	---:---	في اسرائئه و معراجه
الجزء الحادي والعشر	---:---	في تهليله وتسيبته
الجزء الثاني والعشر	---:---	في حلمه وحلمه
الجزء الثالث والعشر	---:---	في دعائه و التجائه
الجزء الرابع والعشر	---:---	في قتاله و مقاله

- الجزء و الخامس والعشر ---:--- في نبوته ورسالته
- الجزء السادس و العشر ---:--- في عظمته و عزته
- الجزء السابع و العشر ---:--- في شفاعته ووسيلته
- الجزء الثامن و العشر ---:--- في قدره و اقتداره
- الجزء التاسع و العشر ---:--- في آياته و بشاراته
- الجزء العشرون ---:--- في حبه و محبوبيته
- الجزء الاحدى و العشرون ---:--- في علمه و علم غيبه
- الجزء الثانى و العشرون ---:--- معجزاته و خوارقاته
- الجزء الثالث والعشرون ---:--- في دعواته بتوسل صلواته
- الجزء الرابع و العشرون ---:--- في اوامره و نواهيه
- الجزء الخامس والعشرون ---:--- في شهوده و مشهوده
- الجزء السادس والعشرون ---:--- في خلقه و اخلاقه
- الجزء السابع و العشرون ---:--- في قربه و قرابته
- الجزء الثامن والعشرون ---:--- في وصله و معيته
- الجزء التاسع و العشرون ---:--- في لواء حمده و مقام محموده
- الجزء الثلاثون ---:--- في خير خلقه و خير امته

مجموعہ صلوٰۃ الرسول (طبع اول) کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی علیہ الرحمہ کے ایماء پر مولانا عصمت اللہ سریکوٹی نے اس پر مقدمہ تحریر فرمایا جس میں درود شریف کے فضائل اور تلاوت قرآن کے آداب وغیرہ کا بیان ہے، اس مقدمے کے ساتھ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے سوانح مبارک کا اضافہ کر کے زیادہ مفید بنا دیا ہے۔ مقدمے کے مطالعے سے مجموعہ صلوٰۃ الرسول کے بارے میں مندرجہ ذیل حقائق معلوم ہوتے ہیں:

- (۱) اس کا مأخذ و مرجع قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ ہیں۔
- (۲) اس کے اوراد و وظائف سو (۱۰۰) سے زیادہ کتب معتبرہ سے نقل کئے گئے ہیں۔
- (۳) یہ طرز و طریقہ جو خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ نے اپنایا ہے متقدمین و متاخرین میں اپنی مثال آپ ہے۔
- (۴) اس کے مطالعہ سے تفسیر و اصول تفسیر، حدیث و اصول حدیث، فقہ و اصول فقہ، منطق و فلسفہ وغیرہ علوم و فنون میں قوت مطالعہ پیدا ہو جاتی ہے۔
- (۵) اس میں ایسے مضامین بھی ہیں جو صرف حضرت خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول کے اسرار و معارف کو کما حقہ

سمجھنے کے لئے کسی عارف ہی کی ضرورت ہے۔ عارف کی بات عارف ہی سمجھ سکتا ہے۔۔۔۔۔ فکر و فہم کی مختلف منزلیں ہیں۔۔۔۔۔ یہاں علم و فضل ہی کی نہیں عرفان قلب و نظر کی بھی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ مقدمے میں حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے تاثرات بیان کئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول ایک عارف و عالم کی نظر میں کیا مقام رکھتا ہے، یہاں مقدمے سے بعض اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:

”آپ نے اپنے علوم و معارف، اپنے جذبات عشقیہ اور تصرفات عالم ملکوت و ماسوت اور علوم حقائق و جوبیہ قدیمیہ ازلیہ اجمالیہ اور علوم مراتب صفاتیہ امکانیہ تفصیلیہ و اقسام مراتب توحیدیہ وجودیہ اور شہودیہ وغیرہ کمالات کو اپنی کتاب محیر العقول فی بیان اوصاف عقل العقول میں اجمالاً و تفصیلاً، اشارۃً و کنایۃً بیان فرمایا ہے۔

یہ کتاب آپ کے کمالات پر شاہد عادل ہے، یہ کتاب آپ کے حسن و جمال کا مظہر اتم ہے، اس کتاب کے علوم کا مآخذ و منبع قرآن حکیم و احادیث رسول کریم ﷺ ہے، اس کے اور ادو وظائف مو سے زائد کتب معتبرہ سے لقل کئے گئے ہیں، اس کتاب میں ایسے مضامین بھی ہیں جو عقلاء و عرفاء کو حیرت میں ڈالتے ہیں، اس کتاب کی ترحیب و نقوش و الفاظ میں کچھ اس قسم کی تاثیر ہے کہ اس کی تلاوت سے تعلق رکھتی ہے، اس کتاب کی تلاوت سے کتب منطق، فلسفہ، فقہ، اصول فقہ، تفسیر، حدیث وغیرہ ادق علوم میں قوت مطالعہ پیدا ہو جاتی ہے۔

یہ کتاب برزخ و جوب و امکان کی معیت میں پایہ تکمیل کو پہنچی ہے۔
 دائرہ ادلیہ امکانیہ کے مرکز اعلیٰ سے اس کتاب کے علوم لئے گئے ہیں۔ اس
 کتاب میں ایسے مضامین بھی ہیں جو مخصوص ہیں آپ کے ساتھ، یہ طرز طریقہ جو
 آپ نے اپنی کتاب میں ایجاد فرمایا ہے متقدمین و متاخرین کی تصانیف میں نہیں
 پایا جاتا ہے، چوں کہ ذات محمدی ﷺ صفت علیہ واجب الوجود ہے اس واسطے
 قرآن حکیم نے حضور پر نور ﷺ کے کمالات ذاتیہ اجمالیہ کا اظہار فرمایا اور
 کتاب محیر العقول فی بیان اوصاف الرسول حضور پر نور ﷺ کے کمالات صفاتیہ
 تفصیلیہ کو طرق متعددہ کے ساتھ بیان کرتی ہے۔ چوں کہ ذات محمدی، ذات
 واجب الوجود کے لئے صفت اولیٰ اور ممکنات کے ہیولی ہے اجمالاً اور صفات و
 کمالات محمدی واجب الوجود کی صفت ظاہر کے لئے مظہر اتم ہیں تفصیلاً تو شاہنشاہ
 زماں، خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عبدالرحمن صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے
 اپنی کتاب لا جواب میں عقل اذل یعنی صفت حقیقیہ ذاتیہ اولیہ محمدیہ ﷺ کے
 حسن ذاتی و کمالات صفاتی کو اجمالاً و تفصیلاً بطرز عجیب و ترتیب غریب اس طور پر
 بیان فرمایا ہے کہ بڑے بڑے علمائے کاملین و عرفائے راہنہ حیرت در حیرت
 ہیں۔

علاوہ برائیں حضور پر نور قدس اللہ سرہ العزیز اُمی تھے، علوم مروجہ سے
 آپ نا بلد تھے، یعنی آپ نے کسی استاد سے علم ظاہری نہیں سیکھا تھا، جو شخص
 آپ کے کمالات کا طالب ہو اس کو چاہیے کہ آپ کی کتاب محیر العقول فی بیان
 اوصاف عقل العفول المسمی بہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول کو غور سے مطالعہ کرے۔ (۷۸)

راقم نے جستہ جستہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول کا مطالعہ کیا، اپنی کم علمی اور تنگ دامانی کے باوجود جو کچھ حاصل کر سکا پیش کیا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح حق جل مجدہ کی حمد و ثناء کا حق ادا نہیں ہو سکتا اسی طرح حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی تعریف و توصیف کا حق بھی ادا نہیں ہو سکتا:

لَوْ كَانَتِ الْاَفْلَاقُ اوراقاً و الاشجار اقلاماً و البحار مداداً لَمَا
وسعت حصر مناقبه و عدد کمالاته (علیہ السلام) (۲۰)

لیکن اہل ہمت نے اپنی طاقت و ہمت کے مطابق تعریف و توصیف کی ہے، حضرت خواجہ عبدالرحمن نے نعت مصطفیٰ ﷺ کا جو چمن کھلایا، دیکھنے دکھانے کے قابل ہے۔

حکم الہی ہے ”صلوا علیہ وسلم و اتسلیموا“ (۵۰)

بعض حضرات نے ”صلوٰۃ“ کے معنی ”دعا“ کے لئے ہیں، بعض نے ”رحمت“ کے اور بعض نے ”تعریف و توصیف“ کے۔۔۔۔۔ مجموعہ صلوٰۃ الرسول کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ”صلوٰۃ“ کے تینوں مرادات و معانی پر محیط ہے۔۔۔۔۔ اس میں دعاء و التجا بھی ہے، اس میں رحمت و برکت بھی ہے، اس میں تعریف و توصیف بھی ہیں۔

دوسری خوبی یہ ہے کہ آیات قرآنیہ کی چمک، احادیث نبویہ کی دھمک، اور کیفیات قلبیہ کی جھلک سب کچھ اس میں موجود ہے۔۔۔۔۔ آیات و

احادیث کو اس خوبی سے کھپایا ہے جیسے انگوٹھی میں نگینہ۔۔۔۔۔ بیشمار مثالیں ہیں،
چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

(۱) اللہم صل وسلم علی سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا

محمد من ربہ اغنی و اقنی وربہ اضحک و ابکی (۵۱)

(۲) اللہم صل وسلم علی سیدنا وعلیٰ آل سیدنا محمد

الذی قال اللہ تعالیٰ فی حقہ نمازاغ البصر و ما طغی (۵۲)

(۳) اللہم صل وسلم علی سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا

محمد الذی قال اللہ فی حقہ لقد رای من آیت ربہ

الکبریٰ۔ (۵۳)

تیسری خوبی یہ ہے کہ ہر درود و سلام میں حضور اکرم ﷺ کی کسی نہ
کسی صفت کا ذکر ملتا ہے۔ جن جن صفات حسنہ کا ذکر کیا گیا ہے اگر ان کو یک جا
کیا جائے تو صفات نبویہ ﷺ پر ایک مبسوط کتاب مدون کی جاسکتی ہے۔

چوتھی خوبی یہ ہے کہ صلوٰۃ و سلام کے ساتھ ساتھ یہاں محافل میلاد
النبی ﷺ اور مجالس سیرت النبی ﷺ و سلم بھی ہوئی ہیں۔۔۔۔۔ دونوں کا لطف
یک جا کر دیا ہے۔۔۔۔۔ جو صلوٰۃ و سلام ہے، وہی محفل میلاد النبی ہے (ﷺ)
۔۔۔۔۔ صلوٰۃ و سلام سے مقصود دراصل ذکر حبیب ہی ہے اس لئے ذکر حبیب
ﷺ کا نورانی سایہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول پر چھایا ہوا ہے اور ایک عجیب بہار دے

رہا ہے !

پانچویں خوبی یہ ہے کہ یہاں الفاظ کا دریا جوش مار رہا ہے اور معانی کا سمندر متلاطم ہے۔۔۔۔۔ عبارت کہیں سادہ و دل آویز، کہیں منطقی و مستمع۔۔۔۔۔ قدم قدم پر صنائع و بدائع کا ظہور۔۔۔۔۔ کہیں الوہیت کا جلال ہے تو کہیں رسالت کا جمال۔۔۔۔۔ کہیں حمد ہے تو کہیں نعت۔۔۔۔۔ تاریخ و سیرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو سمیٹ کر رکھ دیا۔۔۔۔۔ یہی نہیں بلکہ دنیا و آخرت کے تمام شعبوں پر محتوی اور سینکڑوں علوم و فنون پر محیط۔۔۔۔۔

چھٹی خوبی یہ ہے کہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول ۱۰۰ سے زیادہ کتابوں کا ”عطر مجموعہ“ ہے جس کو خواجہ عبدالرحمن علیہ الرحمہ کی روحانیت و فیضان الہی نے اور معطر معطر بنا دیا ہے۔۔۔۔۔ اس کتاب میں آیات الہیہ اور احادیث نبویہ ﷺ کے علاوہ سینکڑوں صحابہ، تابعین، تبع تابعین، مفسرین و محدثین، مجتہدین اور علماء و صلحاء امت کی روحانیت بیک وقت جلوہ نگار ہے۔۔۔۔۔ اللہ اکبر! کتنے بہت سے دلوں کی یہ آواز ہے!۔۔۔۔۔ کتنے بہت سے پھولوں کا یہ عطر ہے!۔۔۔۔۔ کتنے بہت سے ستاروں کی یہ چمک ہے!۔۔۔۔۔ کتنے بہت سے چشموں کا یہ آبِ زلال ہے!۔۔۔۔۔ اس کی بلندیوں تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔۔۔۔۔ اس کی رفعتوں تک رساں ناممکن ہے۔۔۔۔۔ جب تک مصنف کی فکری و روحانی بلندی تک رسائی حاصل نہ ہو، اس کی تصنیف و تخلیق کو کما حقہ سمجھنا مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔۔۔۔۔

بے شک مجموعہ صلوٰۃ الرسول اسرار و معارف کا خزینہ ہے۔۔۔۔ ایک
ایک صفحے کے شرح کے لئے مجلدات درکار ہیں۔۔۔۔ لیکن یہ ہمت کوئی عارف
و عالم کر سکتا ہے۔۔۔۔ آئیے اس بحرِ ناپیدا کنار کی ذرا ایک چمک تو دیکھیں۔
وہ آنے والا آیا اور کائنات کا ذرہ ذرہ پکارا تھا:

اهلا بالحبیب وسهلاً (۵۳)

اس کی سیادت و شرافت کا کیا بیان کیا جائے!

رفع علی رأسہ تاج المحاسن (۵۵)

اور اس کی عظمت و شوکت اور رفعت و منزلت کا کیا ذکر کیا جائے!

الذی انتصب علی العرش (۵۶)

اس کے سراپا کا کیا ذکر کیا جائے۔۔۔۔ ایک ایک ادا دل و جان کو
کھینچے لیتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ رب کریم کے حضور ایک ایک ادا کو شفیع بنایا
جائے۔۔۔۔ ہاں اس کے فرقِ اقدس کا واسطہ، اس کے چہرہ انور کا واسطہ،
اس کے چشم مبارک کا واسطہ، اس کے گوش مبارک کا واسطہ، اس کے لب
مبارک کا واسطہ، اس کی زبان کا واسطہ، اس کے دندان مبارک کا واسطہ، اس
کی ذقن مبارک کا واسطہ، اس کے سینہ مبارک کا واسطہ، اس کے شکم مبارک کا
واسطہ، اس کے پشت مبارک کا واسطہ، اس کے دست مبارک کا واسطہ، اس کی
انگشت مبارک کا واسطہ، اس کے قدم مبارک کا واسطہ، اس کی خاک پائے
مبارک کا واسطہ، ہاں اس کے پیکرِ اقدس کا واسطہ! (۵۷)

یہاں حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کا گوشہ گوشہ عیاں ہے۔۔۔۔

خانگی زندگی، مجلسی زندگی، عسکری زندگی۔۔۔۔۔ عالم ظاہر میں آنے سے پہلے
اور عالم ظاہر میں آنے کے بعد کی زندگی۔۔۔۔۔ عالم ظاہر سے جانے کے بعد
سے قیامت تک کی زندگی۔۔۔۔۔ اور قیامت سے ابد الابد تک کی زندگی
۔۔۔۔۔ یہاں زندگی کا بیان ہے۔۔۔۔۔ حضور ﷺ کی رافت و رقت کا ذکر ہے
۔۔۔۔۔ رحم و کرم کا بیان ہے، عاجزی و انکساری کا ذکر ہے، اخلاق حسنہ کا کوئی
گوشہ نہیں جس کو مجموعہ صلوٰۃ الرسول میں بیان نہ کیا گیا ہو۔

معراج میں آپ کے مقام اقریبیت کا ذکر اور محبت و عشق کا بیان ہے:

ورای فی الجنة مالا عین رأت ولا اذن

سمعت ولا خطر علی قلب بشر (۵۸)

آپ کے معجزات، قدرت و اختیار، علوم و ماکان و مایکون اور اخبار
غیبیہ کا بیان ہے۔۔۔۔۔ وہ اخبار غیبیہ جن کو دنیا دیکھ چکی، دیکھ رہی ہے اور دیکھتی
رہے گی۔۔۔۔۔

”شرق علیہ امور الدارین و علوم الثقلین“ (۵۹)

اللہ اکبر!

لسان الغیب لا یحیط احداً (۶۰)

اس لسان الغیب (ﷺ) کے ارشادات و اقوال جن میں زمانے کی
وسعتیں سمیٹ دی گئی ہیں، ایک نہیں ہزاروں ہیں۔۔۔۔۔ کس کس کو بیان کیا
جائے۔۔۔۔۔ چند احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے شاید کوئی دل پر اثر کر جائے اور

زندگی، زندگی بن جائے۔

(۱) کفارة الذنب ندامة (ندامت و شرمساری گناہ کا کفارہ ہے)

(۲) شفاعتی لاهل الکبائر من امتی

(میری امت میں جن لوگوں نے گناہ کبیرہ کئے ہیں میری شفاعت انہیں کے لئے ہے)

(۳) الراحمون یوحمهم الرحمن

(جو لوگ مہربانی کرتے ہیں مولیٰ تعالیٰ بھی ان پر مہربانی فرماتا ہے)

(۴) کل معروفہ صدقة (ہر اچھی بات صدقہ)

(۵) ابخل الناس من یبخل بالسلام

(جو شخص سلام کرنے میں بخل کرتا ہے وہ پرلے درجے کا کٹھن ہے)

(۶) السخاوة خلق الله (فیاضی اللہ تعالیٰ کی عادت ہے)

(۷) الحیاء خیر کلہ (۷۱) (حیا سب کی سب نیکی ہے)

(۸) کثرت الضحک یمیت القلب

(زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے)

(۹) اذا مدح الظالم اشتدت غضب الرب

(جب ظالم کی تعریف کی جاتی ہے تو قہر الہی جوش میں آ جاتا ہے)

(۱۰) ان الله ما اخذ وله ما اعطی

(جو اللہ نے لے وہ بھی اسی کا ہے اور جو دے دے وہ بھی اسی کا ہے)

(۱۱) ان الله يحب الرفق في الامر كله

(اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتا ہے)

(۱۲) اذا وسد الامر الى غير اهله فانتظروا المساعة

(جب ذمہ داری نا اہل کے سپرد کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو)

(۱۳) من تواضع لله رفعه الله

(جو اللہ کے لئے عاجزی و انکساری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلندی عطا

فرماتا ہے)

(۱۴) الموت كفارة لكل المسلم

(موت ہر مسلمان کے لئے کفارہ ہے)

(۱۵) تحفة المومن الموت (موت، مومن کا تحفہ ہے)

(۱۶) ابغض الرجال الى الله الدالخصم

(اللہ کے نزدیک بدترین انسان وہ ہے جو ہر وقت لڑتا جھگڑتا رہتا ہے)

(۱۷) من احب لقاء الله تعالى احب الله

(جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کی چاہت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے

کی چاہت رکھتا ہے)

(۱۸) اكرموا العلماء (علماء کی عزت کرو)

(۱۹) ان خياركم احسنكم اخلاقكم

(بیشک تم میں اچھے وہ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں)

(۲۰) خیار کم اطولکم اعماراً و احسنکم اخلاقاً

(تم میں اچھے وہ ہیں جن کی عمریں دراز ہوں اور اخلاق سب سے اچھے ہوں)

(۲۱) اکمل المؤمنین ایماناً احسنہم خلقاً

(مسلمانوں میں اسی کا ایمان سب سے زیادہ کامل ہے جس کے اخلاق سب سے زیادہ اچھے ہیں)

یہ تمام احادیث مبارکہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول کے درودوں میں اس طرح پرودی گئی ہیں جس طرح لڑی میں موتی پر دیئے جاتے ہیں۔ الغرض اس مجموعہ مبارک کی کس کسی خوبی کو بیان کیا جائے اور اس جانِ جاں (ﷺ) کے کن کن محامد و محاسن کا ذکر کیا جائے، --- سچ ہے۔

اللہ ہی کو معلوم ہے تم کون ہو کیا ہو.....!

اللّٰهُمَّ نور ظاہری و باطنی بنور

محمد ﷺ و سلم و حق باطنی و

ظاہری بحقائق حقیقۃ محمد صلی

اللہ علیہ وسلم (۲۳)

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الصلوة والسلام علی سید الانام

صلی اللہ علیہ وسلم

لوح بھی تو قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
 گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حجاب
 عالم آب و خاک تیرے ظہور سے فروغ
 ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب
 شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
 فقر جنید و بایزید تیرا جمال ہے نقاب
 شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
 میرا قیام بھی حجاب، میرا جود بھی حجاب
 تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پاگئے
 عقل غیاب و جستجو عشق حضور و اضطراب
 تیرہ دُمار ہے جہاں گردشِ آفتاب سے
 طبع زمانہ تازہ کر جلوۂ بے حجاب سے
 اقبال

صلوة وسلام

فانظر و تفكر في قوله سبحانه وتعالى ان الله
 وملئكته يصلون على النبي يا ايها الذين امنوا
 صلوا عليه وسلموا تسليما فقد صلى عليه
 بنفسه اولاً ، وامر ملكته بالصلوة عليه ثم
 امر المؤمنين بان يصلوا عليه فثبت بهذا ان
 الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم
 افضل العبادات .

صلوة وسلام:

اعلان فرمایا ورفعتنا لک ذکرک ---- جس کے ذکر کو
 رب کریم ادنچا کرے اس کو کون نچا کر سکتا ہے؟ ---- چشم عالم نے رفعت
 شان ورفعتنا لک ذکرک دیکھی، دیکھ رہی ہے اور دیکھتی رہے گی ----
 بحر الکابل کے مغربی کنارے سے لے کر دریائے ہوا نگ ہو کے مشرقی کنارے
 تک کے رہنے والوں میں کون ہے جس نے صبح کے روز افزا جھونکوں کے ساتھ
 اذان کی آواز نہ سنی ہو؟ ---- جس نے رات کی خموشی میں اشہد ان محمد رسول
 اللہ کی سریلی آواز کو جان بخش نہ پایا ہو؟ ---- مشہور مؤرخ فلپ کے بھتی
 نے ایک جگہ لکھا ہے اسلام دنیا میں اس قدر پھیل چکا ہے، کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا
 کہ دنیا کے کسی نہ کسی گوشے میں اذان کی آواز بلند نہ ہو رہی ہو ---- ایک ایسا
 تسلسل ہے جو لاتناہی ہے ---- سبحان اللہ! سلسلہ ذکر مصطفیٰ ---- لایزال
 ولا زوال ۔

نعرۂ مستانہ خوش می آیدم
 تابد جانان چنیں می بایدم

اور یہ رفعت شان ہی کا کرشمہ ہے کہ جب انگلستان کے مشہور ادیب
 تھامس کارنائل نے نبیوں اور رسولوں کی مبارک سیرتوں کو پرکھا تو اس کو صرف
 اور صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت مبارکہ ایسی تابناک نظر آئی کہ وہ
 آپ کو رسولوں کا سردار قرار دیئے بغیر نہ رہ سکا ----

ارشاد ہوتا ہے ورحمتی وسعت کل شیء ---- میری
 رحمت کائنات کی ہر شے پر چھائی ہوئی ہے ---- کوئی شے نہیں جو آغوش
 رحمت سے باہر ہو ---- اور یہ بھی فرمایا وما ارسلناک الا رحمة
 للعالمین ---- تم کو نہیں بھیجا مگر ہاں بھیجا، ---- دونوں عالم کے لئے
 رحمت بنا کر بھیجا ---- وہ رحمت بن کر آئے اور کائنات پر چھا گئے۔

یہ مہر و کواکب ، یہ فزے ، یہ غنچے
 جو ہے آپ ہی کی ثناء کر رہا ہے

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا
 الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (۱۵)
 بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب
 بتانے والے پر۔ اے ایمان والو ان پر درود اور خوب
 سلام بھیجو۔

نعت مصطفیٰ ﷺ کا یہ گجر امہ شعبان المعظم ۲/ ۶۲۳ء میں مدینہ منورہ
 میں آسمان کی بلندیوں سے اترا اور اہل زمیں کو ہمد و شکر ثریا کر گیا ---- اسی
 نزول رحمت کی وجہ سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اس ماہ مبارک میں
 سات سو بار درود شریف پڑھنے کی زیادہ فضیلت بتاتے ہیں ---- ویسے آیت
 شریفہ میں لفظ ”یصلون“ کی ہنگامی و استمرار پر دلالت کرتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے

کہ مولیٰ تعالیٰ اور فرشتے ہمہ وقت درود پڑھتے رہتے ہیں، مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ وہ ہمہ وقت درود و سلام بھیجتے رہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کو یہ فخر حاصل رہا ہے کہ فرشتوں نے ان کو سجدہ کیا اور فخر آدم ﷺ کو یہ فخر حاصل ہوا کہ نہ صرف فرشتوں نے آپ پر درود بھیجا بلکہ مکین لامکاں نے بھی درود بھیجا اور کائنات ارضی و سماوی کے سب مہینوں کو حکم دیا کہ وہ درود و سلام بھیجا کریں۔۔۔۔۔ ہاں ایک جان جاں ہے۔۔۔۔۔ دیکھو دیکھو ان کے مولیٰ نے محبوبیت کی کس بلند مسند پر بٹھایا ہے!۔۔۔۔۔ مولیٰ تعالیٰ کی نظر اس طرف، فرشتوں کی نظر اس طرف، بندوں کی نظر اس طرف۔۔۔۔۔ جس کو دیکھو اس طرف دیکھ رہا ہے، بیشک۔

کعبہ کا کعبہ روئے محمد ﷺ :

فاذکرونی۔۔۔۔۔ مجھے یاد کرو۔۔۔۔۔ مگر وہ تعالیٰ تو محمد الرسول اللہ

ﷺ کو یاد کر رہا ہے۔۔۔۔۔ من احب شی اکثر ذکرہ۔۔۔۔۔ اس کو یاد کرنا یقیناً بڑے فضل کی بات ہے مگر جس کو وہ یاد کر رہا ہے اس کو یاد کرنا بڑے فخر کی بات ہے۔

وہ گھڑی کب آئی جب رحمت کی پھوار پڑی اور درود و سلام کے سحر سے

پیش کیئے گئے؟۔۔۔۔۔ کوئی تو بتاؤ، کچھ تو بتاؤ؟۔۔۔۔۔ کوئی نہیں بتا سکتا

۔۔۔۔۔! فضائیں خاموش تھیں۔۔۔۔۔ اسی کے نور سے جگمگا رہی تھیں۔۔۔۔۔

اچانک غلغلہ صلوٰۃ و سلام بلند ہوا۔۔۔۔۔ ہاں وہ آگئے جن کے دم سے رونق

کائنات ہے۔۔۔۔۔ یا یہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

---- فضائے بسیط میں یہ آواز گونج رہی ہے ---- اہل محبت سر اپا نظر بہت
مولیٰ کو دیکھ رہے ہیں اور زباں پر یہ نعرہ مستانہ ہے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شیع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

درود و سلام کے گجرے چشم مصطفیٰ ﷺ کی ٹھنڈک ہیں ----
وجعلت قرة عینی فی الصلوۃ ---- کہنے والے بھی کہتے ہیں کہ اس
جانِ جاں ﷺ نے یہی فرمایا کہ درود و سلام کو میری آنکھ کی ٹھنڈک بنا دیا ہے
---- کیوں نہ ٹھنڈک ہو کہ خود محبوبِ رحمتہ للعالمین درود کی برسات برسا رہا
ہے۔

سورۃ احزاب جس میں صلوۃ و سلام کا حکم دیا، نعت مصطفیٰ ﷺ پر مشتمل
ہے، پوری سورت کا مزاج نعتیہ ہے ---- اس میں حضور اکرم ﷺ کی
روحانیت و اقربیت، متابعت، عنایت خاص، عظمت، حاکمیت، نعمت و رحمت،
رسالت و خاتمیت، عنایت و رخصت خاص، رحمت خاص، محبت خاص کا ذکر
جلیل ہے ---- ذرا سورۃ احزاب کی یہ آیات ملاحظہ ہوں:

(۱) النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم (۲۲)

یہ غیب کی خبر بتانے والے نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ
مالک ہے۔

(۲) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ

يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (۶۷)

بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے
دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

(۳) وَمَن يَقْنَتْ لِّلَّهِ وَرَسُولِهِ يُعْمَلْ لَهُ خَيْرٌ مِّمَّا

أَجَرَهَا مَرَّتَيْنِ (۶۸)

اور جو تم میں فرماں بردار ہیں اللہ اور رسول کا اور اچھا کام کرے،
ہم اسے اور دوں سے دو گنا ثواب دیں گے۔

(۴) يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لَسْتَ مِنَ النِّسَاءِ (۶۹)

اے نبی کے بی بیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

(۵) وَاطِئْنَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ (۷۰)

اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو

(۶) وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مَوْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا

يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ (۷۱)

اور نہ کسی مسلمان مرد و عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم دیں تو
انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار نہیں۔

(۷) وَاذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (۷۲)

اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت

دی اور تم نے اسے نعت دی۔

(۸) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَ

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ . (۷۳)

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں
اور سب نبیوں میں پچھلے۔

(۹) هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ

الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ . (۷۴)

وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں
اندھیریوں سے اجالے کی طرف نکالے۔ (۷۵)

(۱۰) وَامْرَاةٌ مُّؤْمِنَةٌ إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ

يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لِّكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ . (۷۶)

اور اے ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کر دے، اگر نبی
اسے نکاح میں لانا چاہے، یہ خالص تمہارے لئے ہے، امت کے لئے نہیں

(۱۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ

إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا إِذَا اطْعِمْتُمْ فَأَنْتَشِرُوا . (۷۷)

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ
--- ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق

ہو جاؤ۔---

(۱۲) ان الذی یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا

والآخرة واعدلہم عذابا مہینا (۷۸)

پیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے
، دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا
ہے۔

(۱۳) ومن یطع اللہ رسولہ فقد فاز فوزا عظیما (۷۹)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے اس نے بڑی
کامیابی پائی۔

مندرجہ بالا آیات شریفہ سے معلوم ہوا کہ سورۃ احزاب کا مزاج نعتیہ
و مدحیہ ہے اور کیوں نہ ہوتا کہ اس میں نہ صرف حق جل مجدہ نے حضور اکرم ﷺ
کی تعریف و توصیف بیان فرمائی بلکہ مسلمانوں کو اس کا حکم دیا اور ساتھ ہی یہ
فہمائش بھی کی کہ جس کسی نے اپنے قول و عمل سے حضور اکرم ﷺ کا دل دکھایا
اس پر خدا کی لعنت ہے اور آخرت میں ذلت و رسوائی کا عذاب، یہاں ارشاد
ہوتا ہے:

ان اللہ وملتکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا

صلوا علیہ وسلموا تسلیما (۸۰)

پیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے
والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

عربی میں صلوٰۃ کے معنی ”دعا“ اور رحمت کے آتے ہیں۔ بعض مفسرین نے اس کے معنی ”تعریف و ثنا“ کے بھی لئے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”مسلمانو! تم اپنے خدا کی اطاعت کرو اور فرشتوں کی موافقت کرو، اور اپنے نبی ﷺ پر درود بھیجو، تمہارا اور فرشتوں کا درود بھیجنا یہی ہے کہ تم اپنے پروردگار سے دعا مانگو کہ ان پر درود بھیجے اور رحمت فرمادے۔ تم میں کہاں قدرت و طاقت کہ تم ان پر درود بھیج سکو اور تم کو اتنی کہاں پہچان کہ حضور کی قدر و منزلت اور شان کو جان سکو اور اس کے مطابق درود بھیج سکو، ہاں پروردگار عالم تقدس شانہ پہچانتا ہے (۸۲)“

یہاں حضرت شیخ قدس سرہ العزیز نے ”صلوٰۃ کے معنی ”دعا“ اور ”رحمت“ کے لئے ہیں۔ لیکن آپ نے اس کے معنی تعریف و ثنا کے بھی لئے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

”لہذا حق تعالیٰ نے عالم علوی و سفلی سب کو حضور ﷺ کی دعا و ثناء میں مجتمع فرما کر آپ کے فضائل و مناقب کا اولین و آخرین میں اعلان فرما دیا۔ (۸۳)“

مفتی اعظم ہند حضرت شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ لفظ ”صلوٰۃ“ پر بحث کرتے ہوئے اپنے مواعظ شریفہ میں ایک جگہ فرماتے ہیں:

”عربی میں صلوٰۃ کے لغوی معنی ”دعاء“ کے ہیں لیکن یہ معنی

باری تعالیٰ کے حق میں صحیح نہیں ہوتے اس لئے بعض مفسرین نے اس کے معنی ”رحمت“ کے لئے ہیں لیکن بقول صاحب روح البیان یہ معنی بھی صحیح نہیں کیوں کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:

اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمة (بقرہ، ۱۵۷)

یہاں ”رحمت“ کا عطف، صلوٰۃ پر ہے اور عطف مغائرت کا مقتضی ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ”رحمت“ صلوٰۃ کا غیر ہے اور جب ”رحمت“ صلوٰۃ کا غیر ہے تو اس کا عین کیسے ہو سکتا ہے؟۔۔۔۔۔ اس لئے ان علماء کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے جو اس کے معنی صفت و ثناء کے لیتے ہیں تو اب آیہ کریمہ کے معنی یوں ہوں گے:

”اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام ملائک حضور کی صفت و ثناء بیان کرتے ہیں تو مسلمانو! تم بھی ان کی تعریف اور صفت و ثناء بیان کرو۔“ (۸۶)

فضائل درود شریف :

لوگ درود شریف کے فضائل کی تلاش میں سرگرداں نظر آتے ہیں۔۔۔۔۔ بیشک اس کے فضائل ہیں۔۔۔۔۔ بکثرت فضائل، لامحدود فضائل، لامتناہی فضائل۔۔۔۔۔ لیکن ایک عاشق کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی اور اس سے بڑی اور کیا دولت ہوگی کہ محبوب اس کو اپنا بنا کر اپنی یاد میں مصروف رکھے۔

عاشق ہمہ روز مست و شیدا با دا !

اس مستی کی کوئی قیمت نہیں ---- اس سرشاری کا کوئی مول نہیں
 ---- مبارک ہیں وہ عشاق جن کی نظر میں محبوب ایسا سمایا کہ پھر کوئی نہ ساسکا
 ---- دیوانہ تلاش فضا کل میں سرگرداں نہیں ---- وہ تو جستجوئے محبوب میں
 سرگرداں ہے ---- اس کا مطلوب و مقصود اپنی ذات نہیں۔ محبوب کی ذات
 ہے۔

گفتم ”چو جوئی؟“ گفتا ”دل و جاں“
 گفتم ”چہ خواہی؟“ ، گفتا ”غلامے!“

محبت ادب آموز حیات ہے ---- بڑی غیور ہے ---- محبوب کے
 سوا کسی کو خاطر میں نہیں لاتی ---- جو دعویٰ محبت کرتا ہے اور محبوب کے سوا کسی
 اور شے کی آرزو رکھتا ہے اس نے محبت کرنی نہ جانی۔

عشق اور مزدوری عشرت گم خسرو کیا خوب !
 ہم کو منظور نکونامی فرہاد نہیں
 اہل محبت کی دولت سوز عشق ہے ، نفس شرر بار ہے ، چشم اشکبار ہے
 ---- وہ کسی قیمت پر یہ دولت نہیں گنوا سکتے ---- ان کی تو یہ آرزو رہتی ہے :

یارب	نفس	شرارہ	بیزم	بخشد
یارب	مژدہ	دجلہ	ریزم	بخشد

بے سوز غم عشق مبادا زہار
جانے کہ بروز رستخیزم بخشد

لذت سوز جگر کے سامنے جنت کیا چیز ہے! ---- جنت تو جنت،
جان بھی کوئی چیز نہیں ---- جب ان کا کھڑا دیکھیں گے ---- منہ دکھائی میں
عشاق جانیں نذر کر دیں گے ---- بلاشبہ اہل محبت کو مولیٰ تعالیٰ نے یہی
حوصلہ عطا فرمایا ہے:

قانع نیم ار بہشت نیزم بخشد
از بخشش خاص تاچہ چیزم بخشد
امید کہ صرف رونمائی تو شود
جانے کہ بروز رستخیزم بخشد

ہر چیز جان ہی کے لیے پیاری ہوتی ہے ---- جب محبوب کے لئے
فداکاری کا یہ جذبہ ہو کہ۔

بر دوست فدا کنم بصد گونہ نشاط
جانے کہ بروز رستخیزم بخشد
تو پھر نگاہ عشق میں اس کے سوا کون سا سکتا ہے؟ ---- کوئی نہیں
---- اس عشق خانہ ویراں سازی کی ہمت بلند تو دیکھو، کیا کہہ رہا ہے؟۔

دو عالم قیمت خود گفتہ
نرخ بالا کن کہ ارزانی هنوز!

ہاں ”دو عالم قیمت خود گفتم“۔۔۔۔۔ ان کی نگاہ ناز کے سامنے دو
عالم کیا چیز ہے۔۔۔۔۔؟ سنو سنو قرآن حمید کیا کہہ رہا ہے:

قل ان كان ابناءكم وابناءكم و اخوانكم
وازواجكم وعشيرتكم واموالكم
اقتربتمواها وتجاره نخشون كسادها ومسكن
ترضونها احب اليكم من الله ورسوله وجهاد في
سبيله فتربصوا حتى ياتي الله بامر ط والله
لا يهدي القوم الفسقين (۸۵)

سب ہی کچھ ہو گیا ان کا ، ہمارا کیا رہا حسرت
نہ دین اپنا، نہ دل اپنا، نہ جاں اپنی ، نہ تن اپنا

سارے عالم سے بڑھ کر اس سے پیار کرو۔۔۔۔۔ ہاں اپنی جاں سے
بھی زیادہ۔۔۔۔۔ تو جب ایسا پیار سامنے ہو اور دل کی دنیا میں وہی بسا ہو تو پھر
عاشق کو اور کیا چاہیے؟۔۔۔۔۔ ہاں دیدہ ور عاشق کی نظر میں دید معشوق سے
بڑھ کر کوئی فضیلت نہیں۔

مقصود منی و جز تو کس درد دل من
واللہ کہ نیست شتم باللہ کہ نیست

مگر پھر بھی کچھ نظریں فضائل درود شریف کی طلب گار معلوم ہوتی ہیں۔۔۔۔۔ صرف ان کے لئے احادیث مبارکہ سے بعض فضائل نقل کیئے جاتے ہیں:

(۱) جو مجھ پر ایک بار درود شریف بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرمائے گا۔ (مسلم شریف بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

(۲) جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرمائے گا، اس کے دس گناہ معاف فرمائے گا اور اس کے دس درجے بلند فرمائے گا۔ (نسائی شریف بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ)

(۳) مجھ پر اکثر درود پڑھنے والا قیامت کے دن میرے زیادہ قریب ہوگا۔ (ترمذی شریف بروایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

(۴) اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے زمین پر سیاحت کرتے ہیں اور میری امت کا سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں۔

(سنن الدارمی، نسائی شریف بروایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

(۵) جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح کو میرے پاس لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

(ابوداؤد شریف بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

(۶) تمہارا درود میرے پاس پہنچتا ہے خواہ تم کہیں ہو۔

(نسائی شریف بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

(۷) اس کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ

درود نہ پڑھے۔

(ترمذی شریف بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ و کتاب الشفا، ص ۲۳۶)

(۸) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا یا

رسول اللہ میں نے اپنی دعا کا سارا وقت درود شریف کے لئے وقف

کر دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

”یہ کفایت کرے گا اور تیرے دین و دنیا کے مقاصد کو

پورا کرے گا اور تیرے گناہ دور کیئے جائیں گے۔“

(ترمذی شریف، بروایت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ)

(۹) جب نماز پڑھ چکو تو آخر میں بیٹھو اور خدا کی تعریف کرو جو اس کی

عظمت کے مناسب ہو پھر مجھ پر درود پڑھو پھر اللہ سے جو چاہو مانگو

(ترمذی شریف، ابوداؤد شریف بروایت حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ)

(۱۰) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ

کے سامنے میں نماز پڑھ کر بیٹھا، خدا کی تعریف کی پھر نبی اکرم ﷺ پر

درود بھیجا اس کے بعد اپنے لیے دعا کی۔ (یہ سن کر) نبی اکرم ﷺ

نے فرمایا:

مانگ، دیا جائے گا، مانگ، دیا جائے گا!

(ترمذی شریف، بروایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

(۱۱) وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود

نہ بھیجے۔ (ترمذی شریف، مسند احمد، بروایت حضرت علی اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم)

(۱۲) جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس

پر ستر بار درود بھیجتے ہیں۔ (مسند احمد بروایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ)

(۱۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”جو شخص آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا

میں اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو شخص آپ ﷺ

پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا“

(حضور اکرم ﷺ نے طویل سجدے سے فارغ ہو کر بروایت حضرت جبریل علیہ السلام یہ کلمات ارشاد فرمائے جو بروایت حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، ہم تک پہنچے)

(۱۴) جب تک تم اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجو دعا اس وقت تک زمین و آسمان

کے درمیان رہتی ہے اور اس میں سے کوئی چیز اوپر نہیں چڑھتی۔

(ترمذی شریف بروایت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)

شیخ ابوسلیمان دارائی (عبدالرحمن شامی - م ۲۱۵ھ) نے کیا خوب

فرمایا ہے کہ دعا کے ادل و آخر درود بھیجو کیوں کہ درود سلام تو قبول ہو گا ہی، کیا

اس کے کرم سے یہ بعید ہے کہ درود سلام قبول فرمائے اور بیخ کی دعا قبول نہ

فرمائے۔ (۸۶)

(۱۵) مجھ پر اکثر درود بھیجا کرو کہ درود تمہارے لئے زکوٰۃ ہے۔

(یعنی گناہوں سے پاک کرنے کا ذریعہ) (حسن حسین ص ۳۳۵، بروایت حدیث)

پیشک درود شریف ہر وقت اور ہر آن مشعر رحمت و برکت ہے لیکن جمعہ

کو زیادہ فضیلت ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں:

”فضیلت در استحباب صلوٰۃ بر سید کائنات ﷺ شامل کل احوال
و جمیع اوقات است و لیکن در شب جمعہ و روز جمعہ افضل واجب
است از جہت شرف این شب دایم روز“ (۸۷)

چنانچہ حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے جذب القلوب کی ایک فصل میں جمعہ
کے روز درود شریف پڑھنے کی فضیلت کا بیان کیا ہے (۸۸)۔۔۔۔۔ دوسری فصل
میں پیر کے روز درود شریف پڑھنے کی فضیلت کا بیان ہے (۸۹)۔۔۔۔۔ تیسری
فصل میں خاص خاص وقت اور مقام پر درود شریف پڑھنے کا بیان ہے (۹۰)
۔۔۔۔۔ چوتھی فصل میں درود شریف کی برکات سے روایت نبی اکرم ﷺ کا ذکر
ہے (۹۱)۔ چھٹی فصل میں مختلف درود شریف کی افضلیت پر بحث فرمائی ہے (۹۲)۔
بہر کیف درود شریف پڑھنے کے لئے جمعہ المبارک اور شب جمعہ
المبارک نہایت ہی مبارک و محمود ہے۔ اس سلسلے میں جو احادیث شریفہ وارد
ہوئی ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۱) افضل ایامکم یوم الجمعة، فیہ خلق ادم و فیہ قبض
و فیہ النفخة و فیہ الصعقة و اکثر و اعلى من و الصلوة فیہ
فان صلوتکم تعرض علی فادعولکم و استغفر (۹۳)
(رواہ ابو داؤد)

(۲) اکثر و اعلى من الصلوة و ليلة الغراء و اليوم الاغر و فی
روایة فی الليلة الزهر و اليوم الازهر (۹۴)

(۳) من صل علی فی لیلة الجمعة مائة صلوة قضی اللہ له
 ما د حاجته ، سبعین حاجة من امور الدنيا و ثلاثین من
 امور الآخرة (۱۵)

(۴) من صل علی یوم الجمعة ثمانین مرة غفرت ذنوبه
 ثمانین سنة - (۱۶)

ایک مغربی فاضل نے تحقیق کی کہ آخر کیا وجہ ہے کہ درود پڑھ کر دم
 کرنے سے بعض مریض شفا یاب ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔ اس نے اپنے تحقیق کے
 نتیجے میں یہ انکشاف کیا کہ جب درود پڑھ کر دم کیا جاتا ہے تو درود پڑھنے والے
 کے منہ سے برقی لہریں پھوٹی ہیں جو مریض سے مس ہو کر اس کو شفا یاب کرتی
 ہیں۔۔۔۔۔ وہ لکھتا ہے کہ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ نورانی لہریں کیسے پیدا ہوتی ہیں
 ۔۔۔۔۔ سچ ہے سائنس کے پاس ”کیا؟“ کا جواب ہے ”کیوں؟“ کا جواب
 نہیں!

غور کرو جس کے نام نامی لینے سے نور کی شعائیں پھوٹنے لگیں تو وہ
 خود کتنا نورانی ہوگا۔۔۔۔۔ ہاں اس سرچشمہ نور، فیض یافتہ نور، پیکر نور پر درود
 سلام بھیجوتا کہ جسمانی کثافتیں دور ہوں اور نورانی لطافتیں پیدا ہوں۔۔۔۔۔
 آنکھیں پینا ہوں، دل روشن ہوں، کان کھل جائیں اور پھر وہ نظر آنے لگے جو
 کثافت والے نہیں دیکھ سکتے۔۔۔۔۔ وہ سننے لگیں جو کثافت والے نہیں سن سکتے
 ۔۔۔۔۔ وہ محسوس کرنے لگیں جو کثافت والے نہیں محسوس کر سکتے۔۔۔۔۔ دل کی

دنیا میں انقلاب آجائے۔۔۔۔۔ پھر ہم، ہم نہ رہیں۔

جب دل میں تم ہی تم ہو تو پھر ہم کیا؟

ہم نور و بشر کی الجھن میں پڑے ہوئے ہیں حالاں کہ جدید تحقیقات بتا رہی ہیں کہ کائنات کا ذرہ ذرہ نورانی ہے۔۔۔۔۔ جب ان ذروں کا یہ عالم ہے تو اس سرچشمہ نور کا کیا عالم ہوگا جس کی صدقے زمین و آسمان آباد کئے گئے۔۔۔۔۔ (۹۷) ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کی نورانیت کی بات کرتے ہیں، فاضل مغرب کہتا ہے کہ صرف نام ثانی کا کمال یہ ہے کہ نام لیتے ہی نورانی شعائیں پھونکنے لگتی ہیں مگر ہم دیکھ نہیں سکتے ہیں اس لئے ہم انکار کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔

امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاساتذہ عبدالرزاق ابو بکر بن ہمام رضی اللہ عنہ نے اپنی مصنف میں ایک روایت نقل کی ہے جس میں سب سے پہلے نور مصطفیٰ ﷺ کی تخلیق کا ذکر ہے۔۔۔۔۔

قد خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره فجعل

ذلك النور بدور بالقدرة حيث شاء الله تعالى.

درود ماثور:

غیرت عشق و محبت اور پاس عبدیت اس کی مقتضی نہ تھی کہ محبوب کے علاوہ کوئی دوسرا صفت و ثناء بیان کرتا۔۔۔۔۔ شان محبوبیت ذرا دیکھیے کہ نظر صرف اور صرف اسی پر رہی، مولیٰ بندوں سے فرما رہا ہے کہ تم درود و سلام بھیجو

۔۔۔ مگر محبوب رب العالمین اپنے غلاموں سے کہلا رہے ہیں کہ مولیٰ بس تو
ہی درود و سلام بھیج۔۔۔۔۔ اللھم صل علی محمد!

جب حضور اکرم ﷺ سے صحابہ کرام نے عرض کیا آپ پر درود کس
طرح بھیجیں تو آپ نے درود ابراہیمی تلقین فرمایا جو مشہور و معروف ہے۔ ایک
روایت میں یہ درود اس طرح ہے:

اللھم صل علی محمد و ازواجہ و ذریاتہ کما
صلیت علی ابراہیم و بارک علی محمد و از
واجہ و ذریاتہ کما بارکت علی ابراہیم انک
حمید مجید (۹۹)

ایک اور روایت میں درود ابراہیمی اس طرح بھی آیا ہے:

اللھم صل علی محمد و النبی الامی و ازواجہ
امہات المومنین و ذریاتہ و اہل بیتہ کما صلیت
علی ابراہیم انک حمید مجید (۱۰۰)

آیت کریمہ ان اللہ و ملائکتہ میں ”صلوٰۃ و سلام“ دونوں کی تلقین فرمائی
گئی ہے لیکن چوں کہ ”سلام“ التحیات میں پہلے ہی تلقین کیا جا چکا تھا اس لئے
درود ابراہیمی میں صرف ”صلوٰۃ“ تلقین فرمایا اور اس کے بعد فرمایا:

والسلام کما قد علمتم (۱۰۱)

صحابہ کرام نے نماز میں درود پڑھنے کا طریقہ دریافت کیا تھا اس لئے

درود ابراہیمی کہ نماز کے ساتھ مخصوص رکھا گیا اور سیاق و سباق حدیث بھی اس کا مقتضی تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے جو بھی درود شریف تلقین فرمائے ان سب میں کمال عجز و انکساری کا اظہار ہے کیوں کہ آپ سر اپنا عجز و انکسار تھے۔ خود فرماتے ہیں:

والعجز فخری (۱۰۲)

مولیٰ تعالیٰ مومنین سے ارشاد فرمائے کہ تم ہمارے محبوب کی صفت و ثنا کرو اور مومنین سرکار سے عرض کریں کہ ہم آپ کی کیا تعریف و توصیف کریں، تو بتاؤ سر اپنا نیاز اپنی کیا تعریف و توصیف فرماتا؟۔۔۔۔۔ اس کے عجز و انکسار کا تو یہ عالم ہے کہ فرماتا ہے:

(۱) یا لیت رب محمد لم یخلق محمدا

اے کاش محمد کے رب نے محمد کو نہ پیدا کیا ہوتا (ﷺ)

(۲) یا لیتنی کنت ورقة شجرة یا کل الانعام

اے کاش میں درخت کا پتہ ہوتا کہ چوپائے اس کو کھا جاتے۔ (۱۰۳)

اس لئے درود ماثورہ کو حجت بنا کر درود غیر ماثورہ کو رد کرنا عقل و

دانائی کے خلاف ہے، آیت کریمہ کے مطلق حکم صلوا علیہ وسلموا

تسلیمما کو محمد و درود کرنا اور خدا کے حکم پر اپنا حکم نافذ کرنا ہے۔

درود ابراہیمی کے علاوہ حضور اکرم ﷺ سے دوسرے درود بھی

منقول ہیں۔۔۔۔۔ امام سخاوی نے القول البدیع میں درود ماثور کے چالیس
 صیغے نقل فرمائے ہیں۔۔۔۔۔ شرح سفر السعادة میں ۳۲ صیغے نقل کیے ہیں (۱۰۵)
 ۔۔۔۔۔ جذب القلوب میں ۱۳، صیغے نقل کئے ہیں (۱۰۶)۔۔۔۔۔ اور اسی طرح
 شفاء الاستقام میں بھی بہت سے صیغے نقل کیے گئے ہیں۔

امام نووی علیہ الرحمہ نے تمام درود ماثور میں وارڈ الفاظ کو یکجا کر کے
 مندرجہ ذیل جامع درود شریف ارشاد فرمایا ہے:

اللهم صل على محمد عبدك ورسولك النبي
 الامي و على آل محمد وازواجه وذريته
 كما صليت على ابراهيم و على آل ابراهيم
 وبارك على محمد و النبي الامي و على آل
 محمد وازواجه وذريته كما باركت على ابراهيم
 و على آل ابراهيم في العالمين انك حميد
 مجيد (۱۰۸)

ياسيد الانام درود جناب تو
 ورد زبان ماست نہ دسال و صبح و شام

نزدیک توچہ تھہ فرستیم مازدور
 در دست ہمیں صلوات است والسلام

درود غیر ماثور :

صبا تحت شوقم بآں جناب رساں
حدیث ذرء مسکین پہ آفتاب آساں

وہ جان جاں، عالم ظاہر سے پردہ فرما چکا ہے۔۔۔۔۔ فرقت کے
مارے بچپن و بیقرار ہیں۔۔۔۔۔ حال دل کس سے کہیں؟۔۔۔۔۔ کہاں
جائیں؟۔۔۔۔۔ دیکھو دیکھو لاڈلی بیٹی فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ عنہا) تربت
پاک پر حاضر ہیں، ایک مشت خاک اٹھا کر آنکھوں سے لگائی اور رونے لگیں
(۱۰۹)۔۔۔۔۔ اور دیکھو حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ مرقدا نور سے لپٹ کر
بیخود ہو گئے۔

وہ ہمارے قریب ہوتے ہیں
جب ہمارا پتا نہیں ہوتا

مردان نے پوچھا ”تمہیں خبر ہے کیا کر رہے ہو؟“۔۔۔۔۔ فرمایا
”ہاں خبر ہے، میں سنگ و خشت کے پاس نہیں آیا میں تو رسول اللہ ﷺ کے
حضور حاضر ہوا ہوں۔“

عاشق نہ شدی و محنت الفت نہ کشیدی
کس پیش تو غم نامہ ہجراں چہ کشاید؟

جو راحت جاں تھا، سامنے نہیں ہے۔۔۔۔۔ دل لوٹ رہا ہے، آنکھیں
ترس رہی ہیں۔

ہمیں زمیں سے کیا غرض ہے آسماں سے کیا غرض
غم جہاں سے کیا غرض، حضور غمگسار ہیں

دیکھورات کی تنہائیوں میں یہ کیا آواز آرہی ہے؟۔۔۔۔۔ فاروق
اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ درد بھری آواز سن کر رک جاتے ہیں۔۔۔۔۔ غمکدے
میں چراغ جل رہا ہے۔۔۔۔۔ ایک بوڑھی فداکارہ روئی دھنک رہی ہے اور
عالم کیف میں یہ گاتی جاتی ہے۔

علی محمد صلوٰۃ الابرار
صل علیہ الطیبون الاخیار

یہ نغمہ جان سوز سن کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دل پر چوٹی لگی،
دہیں بیٹھ گئے اور دیر تک روتے رہے۔

چمن آتا نہیں ذرا دل کو
تم سے مل کر یہ کیا ہوا دل کو

جب وہ جانِ عالم سامنے تھا تو سب دیکھ دیکھ کے جیتے تھے، اب وہ
سامنے نہیں تو مضطرب و بے چین ہیں۔۔۔۔۔ اب اس کو یاد کر کے جیتے ہیں۔۔۔۔۔

اس کے پیار کہاں جائیں؟ --- اللہ اکبر!

اس نے اپنا بنا کر چھوڑ دیا
کیا اسیری ہے، کیا رہائی ہے!

وہ دیکھو عاشق زار، دلفگار شوق لقا میں کیسا سرمست و سرشار ہے ---
جاں بلب ہے، رفیقہ حیات، غم فراق سے بچون ہو کر پیساختہ پکارا ٹھی:
واحزناہ! (ہائے افسوس)

مگر وہ جاں نثار کہتا ہے، یہ نہ کہو، یوں کہو:

واطرباہ: (واہ، واہ)

اے جاں بلب آمدہ ہشیار خبردار
وہ سامنے ہیں حضرت سلطان مدینہ!

اے میری رفیقہ حیات وصال محبوب کی گھڑی قریب آگئی ہے، یہ غم کا
مقام نہیں، یہ تو خوشی و مسرت کی گھڑی ہے --- ہاں یہ کون عاشق خستہ جاں
ہے؟ --- بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ --- عاشق ہو تو ایسا ہوا اور عشق ہو تو
ایسا ہو

موت کے آنے میں تجھے دکھا کر رخ دوست
زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کرے

غم فراق کا اندازہ عاشق کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ تو وہ جو کہتا ہے، کہنے دو۔۔۔۔۔ وہ مستانہ وار درود پڑھتا ہے، پڑھنے دو۔۔۔۔۔ سلام بھیجتا ہے، بھیجنے دو۔۔۔۔۔ خدا کے لئے اس پر فتوے نہ لگاؤ اور اپنی محبت کو رسوا نہ کرو! درود در حقیقت نعت منثور ہے۔۔۔۔۔ عاشقوں نے اپنی تڑپ کو نثر پاروں میں منتقل کر کے جاوداں بنا دیا۔۔۔۔۔ ہاں، صلوٰۃ اعلیہ وسلموا تسلیما۔۔۔۔۔ خطاب براہ راست عاشقوں سے ہے۔۔۔۔۔ تو اگر عاشقوں نے جذبات عشق و محبت سے مجبور ہو کر درود و سلام کے گجرے پیش کئے تو کسی کو یہ کیوں بُرا لگتا ہے؟۔۔۔۔۔ اور یہ کیوں کہتا ہے کہ وہی کہو جو محمد مصطفیٰ ﷺ نے کہا ہے۔۔۔۔۔ بظاہر یہ محبت کی بات معلوم ہوتی ہے۔۔۔۔۔ مگر محبت ایسی باتیں نہیں کہلاتی۔۔۔۔۔ وہ محبوب کی تعریف و توصیف سے نہیں روکتی۔۔۔۔۔ وہ تو ذکر حبیب سے خوش ہوتی، ابھارتی اور شوق دلاتی ہے۔۔۔۔۔

مولیٰ تعالیٰ فرما رہا ہے! صلوٰۃ اعلیہ وسلموا تسلیما۔۔۔۔۔ ہاں اس کی تعریف و توصیف بیان کرو، اس پر سلام بھیجو اور اس طرح بھیجو کہ بھیجنے کا حق ادا ہو جائے۔۔۔۔۔ اور ہم کہتے ہیں اللہم صل علی محمد۔۔۔۔۔ اے اللہ ہم کیا تعریف کریں بس تو ہی تعریف کر۔۔۔۔۔ جتنے بھی درود ماثور ہیں، سب مختصر اور منکسرانہ ہیں اور تقریباً تمام درودوں میں حضور اکرم ﷺ نے اپنی تعریف نہیں فرمائی بلکہ ازراہ عجز و انکسار بندے کو مولیٰ تعالیٰ کی طرف متوجہ کیا ہے۔۔۔۔۔ آپ کے منکسرانہ الفاظ کو حجت بنا کر اہل محبت کو تعریف و توصیف سے روکنا، محبت کے سراسر سوا کی ہے۔۔۔۔۔ اور خدا کے آگے اپنا حکم چلانا ہے جو

نہایت ہی بے ادبی و گستاخی ہے۔۔۔۔۔ مسلمان جس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔
 صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، مجتہدین، مفسرین، محدثین، اور بہت
 سے علماء و صلحاء نے اپنے اپنے ذوق اور قلبی واردات کے مطابق درود مبارک
 تصنیف فرمائے جو سب کے سب معانی کے اعتبار سے قرآن و حدیث سے
 مستفاد ہیں۔۔۔۔۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ
 وجہہ الکریم، حضرت زین العابدین، حضرت مصیب بن ورد، حضرت ابن
 مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت حسن بصری، حضرت امام شافعی، حضرت شیخ
 عبدالقادر جیلانی، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت سید احمد رفاعی،
 حضرت محی الدین ابن عربی، حضرت امام غزالی، حضرت امام رازنی، حضرت
 شیخ عبدالغنی نابلسی (رضی اللہ عنہم) وغیرہ وغیرہ بیشمار صلحاء امت نے درود
 شریف تصنیف فرمائے ہیں۔

محرم صادقان ہے تو ، مقصد عارفان ہے تو
 مرکز چشم اولیاء تیرے سوا کوئی نہیں

شیخ محمد حقی علیہ الرحمہ نے خزینۃ الاسرار میں مختلف النوع چار ہزار اور
 ایک روایت میں بارہ ہزار درود و سلام کے مختلف صیغوں کو جمع کیا ہے۔۔۔۔۔ شیخ
 عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے جذب القلوب میں بہت سے غیر ماثور
 درود شریف بیان فرمائے ہیں۔ (۱۷)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت شیخ سید

ابوصالح نصر بن شیخ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق بن شیخ محی الدین عبدالقادر
جیلانی رضی اللہ عنہ نے درود پاک پر مشتمل ایک مستقل تصنیف یادگار چھوڑی
ہے۔ جس کا نام ہے:

تنبيه الانام في علو مقام نبينا وسيدنا

محمد عليه افضل الصلوة و ازكى السلام

یہ کتاب اس نام سے زیادہ مشہور ہے:

شفاء الاسقام و محو الاثام في الصلوة على خير الانام

فاضل مؤلف حضرت شیخ سید ابوصالح نصر علیہ الرحمہ نے مختلف کتابوں

اور روایتوں سے اس کتاب کو مدون کیا ہے۔ اس کے ۱۷ ابواب ہیں اور ہر

باب حضور اکرم ﷺ کی کسی نہ کسی صفت خاص کا آئینہ دار ہے۔۔۔۔۔ اس کا

انداز کچھ مجموعہ صلوٰۃ الرسول سے ملتا جلتا معلوم ہوتا ہے ممکن ہے کہ حضرت

خواجہ عبدالرحمن چھوڑی علیہ الرحمہ کے پیش نظر یہ کتاب رہی ہو۔۔۔۔۔

ایک اور بزرگ شیخ نور محمد بن محمد صالح المشہور بہ نارودالہ نے دلیل

الخیرات (۱۳۱۹ھ) کے نام سے ایک کتاب مدون فرمائی جس کے چار حصے

ہیں اور ہر حصہ درود پاک سے مملو۔۔۔۔۔ اور مشہور و معروف مجموعہ:

دلائل الخیرات و شوارق الانوار فی

ذکر الصلوة علی النبی المختار (۱۱۸)

اور حزب البحر (۱۹۹) کسی تعارف کے محتاج نہیں۔۔۔۔۔ اہل باطن اور

اہل محبت میں جو غیر ماثورہ درود پاک متعارف ہیں ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

الصلوة المشيشسيه ، الصلوة التفريجيہ ، الصلوة المنجيہ ،
الصلوة الفاتح ، الصلوة النور الذاتی ، صلوة السعادت ، صلوة
غوثیہ ، صلوة چشتیہ ، صلوة نقشبندیہ ، صلوة خضریہ ، صلوة
کمالیہ ، صلوة حل المشکلات ، صلوة قطب الاقطاب ، درود
مستغاث ، درود اکبر ، صلوة تنجینا ، درود لکھی درود تاج وغیرہ۔

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے المیلا والنویہ فی
الالفاظ الرضویہ کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے اس کے آخر میں درود
سلام پر مشتمل ایک طویل نظم ہے جس کا مطلع ہے ۔

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ
الصلوة والسلام علیک یا نبی اللہ

اس قسم کے ۳۰ اشعار ہیں۔۔۔۔۔ آپ ہی نے زہر الصلوة کے نام
سے درود پاک کی صورت میں اپنا شجرہ طریقت مرتب فرمایا ہے۔ (۱۱)

الغرض جدھر دیکھو صلوة و سلام کے سوتے پھوٹ رہے ہیں۔۔۔۔۔ یہ
صلوة و سلام۔۔۔۔۔ یہ مقصود جان جاناں۔۔۔۔۔ کہاں کہاں سے نکل نکل کر
آ رہے ہیں؟۔۔۔۔۔ حسن و جمال کا یہ سیلاب کہاں سے امنڈ رہا ہے؟۔۔۔۔۔

عشق و محبت کا یہ پھول، کون کھلا رہا ہے۔۔۔۔۔
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا۔؟

پیشک اور بلاشبہ۔

ناز ہے شاہد فطرت کو بھی جس پر ہم دم
وہ چمن سب ہیں لگائے ہوئے دیوانوں کے

جس طرح عالم نباتات اور عالم حیوانات ہیں، اسی طرح عالم الفاظ و
حروف ہے،۔۔۔۔۔ کوئی عالم تاثیر سے خالی نہیں۔

عشق ہی عشق ہے جہاں دیکھو
سارے عالم میں بھر رہا ہے عشق

عالم نباتات کے اپنے خواص ہیں۔۔۔۔۔ عالم الفاظ و حروف کے بھی
اپنے خواص ہیں۔۔۔۔۔ وہ بھی تاثیر سے خالی نہیں۔۔۔۔۔ جس طرح ایک نسخے
کے اجزاء مرکبہ الگ تاثیر رکھتے ہیں اور اجزاء مفردہ الگ تاثیر،۔۔۔۔۔ اسی
طرح حروف مفردہ کی الگ تاثیر ہے، الفاظ مرکبہ کی الگ تاثیر۔۔۔۔۔ جتنا
زیادہ ماہر و حاذق حکیم ہوگا اتنا ہی زیادہ اس کا نسخہ امراض جسمانی کے لئے مفید
و مؤثر ہوگا۔۔۔۔۔ اور جتنا بڑا عارف کامل ہوگا اتنا ہی زیادہ اس کے مرتبہ
الفاظ و حروف امراض روحانیہ کے لئے مفید و مؤثر ہوں گے۔۔۔۔۔

جب عالم نباتات میں حکماء پر پابندی نہیں لگا جاسکتی۔۔۔۔۔ ہر حکیم

اپنے اپنے تجربے اور مشاہدے کے مطابق نسخے ترتیب دیتا ہے پھر عالم الفاظ و حروف میں حکماء روحانی پر کیسے پابندی لگائی جاسکتی ہے، وہ بھی اپنے اپنے روحانی تجربے اور مشاہدے کے مطابق الفاظ و حروف کو مرکب فرما کر دعائیں اور درود و سلام مرتب فرماتے ہیں اور ان کے بنائے ہوئے اصول کے تحت ان پر عمل کرنے والے فلاح پاتے ہیں۔۔۔۔۔

صلحاء امت نے ایک نہیں ہزاروں درود شریف تصنیف فرمائے ہیں، اپنے ذوق و شوق کے مطابق سرکارِ دو عالم ﷺ کے حضور نذرانہ عقیدت و محبت پیش کیا ہے۔

کوئی حد نہیں شاید محبت کے فسانے کی
سناتا جا رہا ہے جس کو جتنا یاد ہوتا ہے

اور جب ہم حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوڑی علیہ الرحمہ کے درود و سلام کی رفعتوں کا مشاہدہ کرتے ہیں تو بیساختہ زباں سے نکلتا ہے۔

دیکھ رندانِ خوش انفاس کہاں تک پہنچے!

ایک عاشقِ ہندی کا ترانہ عشقِ سن کر اور روح کو بیدار کر لیں:

کعبے کے بدر الدجی، تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ، تم پہ کروڑوں درود

دل کرو ٹھنڈا برا ، وہ کف پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا ، تم پہ کروڑوں درود

تم سے جہاں کی حیات ، تم سے جہاں کو ثبات
اصل سے ہے غل بندھا ، تم پہ کروڑوں درود

وہ شب معراج کا راج وہ صف محشر کا تاج
کوئی بھی ایسا ہوا ؟ ، تم پہ کروڑوں درود

گرچہ ہیں بیحد قصور ، تم ہو غفور و غفور
بے شکہ و جرم و خطا ، تم پہ کروڑوں درود

چھینٹ تمہاری سحر ، چھوٹ تمہاری قمر
دل میں اچاء و ضیا ، تم پہ کروڑوں درود

آس ہے نہ کوئی پاس ، ایک تمہاری ہی آس
بس ہے یہی آسرا ، تم پہ کروڑوں درود

سینہ کہ ہے داغ داغ ، کہہ دو کرے باغ باغ
طیبہ ے آ کر صبا ، تم پہ کروڑوں درود

خلق تمہاری جمیل ، خلق تمہارا جلیل
خلق تمہاری گدا ، تم پہ کروڑوں درود

طیبہ کے ماہ تمام ، جملہ رسل کے امام
نوشہ ملک خدا ، تم پہ کروڑوں درود

تم سے جہاں کا نظام ، تم پہ کروڑوں سلام
تم پہ کروڑوں ثنا، تم پہ کروڑوں درود

برسے کرم کی بھرن ، پھولیں نعم کے چمن
ایسی چلا دو ہوا، تم پہ کروڑوں درود

کیوں کہوں یکس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو، میں تم پر فدا، تم پہ کروڑوں درود
کر کے تمہارے گناہ ، مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو ”دامن میں آ“ تم پہ کروڑوں درود

آسمان کی پہنائیوں سے آواز آئی۔۔۔۔۔ صلوٰ علیہ۔۔۔۔۔ ہاں اس
جان جاں ﷺ کے حضور درود کے گجرے پیش کر چکے۔۔۔۔۔ اور اب سلام
کے گجرے پیش کرو کہ آواز پر آواز آرہی ہے۔۔۔۔۔ وسلمو اتسلیما۔۔۔۔۔

مصفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام	شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
مہر چرخ نبوت پہ روشن درود	گل باغ رسالت پہ لاکھوں سلام
شہر یار ارم تاجدار حرم	نو بہار شفاعت پہ لاکھوں سلام
عرش تافرش ہے جس کے زیر نگیں	اس کی قاهر ریاست پہ لاکھوں سلام
مجھ سے یکس کی دولت پہ لاکھوں درود	مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سرسودراں خم رہیں
 دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
 جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
 جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
 نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
 جس کے آگے چراغ قمر جھلملائے
 جس سے تاریک دل جھلگانے لگے
 چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود
 پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
 وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
 جس کے پانی سے شاداب جان و جہاں
 وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
 جن کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
 حجر اسود کعبہ جان و دل
 ہاتھ جس سمت اٹھا بس غنی کر دیا
 دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہو
 کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
 کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم
 جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
 اس سر تاج رفعت پہ لاکھوں سلام
 کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
 ان بھودوں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
 اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام
 اونچی بنی کی رفعت پہ لاکھوں سلام
 ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام
 اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
 نمک آگیاں صباحت پہ لاکھوں سلام
 ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
 چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
 اس دھن کی طراوت پہ لاکھوں سلام
 اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
 اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام
 یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام
 موج بحر سخاوت پہ لاکھوں سلام
 غنچہ راز وحدت پہ لاکھوں سلام
 اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
 اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام
 اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود بے تکلف ملاحیت پہ لاکھوں سلام
 جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام
 کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
 مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا !
 ”مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام!“

امام احمد رضا بریلوی



حواشی

(۱) محمد امیر شاہ قادری: تذکرۂ علماء و مشائخ سرحد، جلد اول، مطبوعہ لاہور، ص ۱۸۴

(۲) ایضاً، ص ۱۸۷

(۳) سید احمد سریکوٹی: مقدمہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول، ص ۹

(۴-۶) ایضاً، ص ۹-۱۰

(۷) خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، الجزء الثانی، ص ۴۷

(۸) حضرت سید عبداللہ شاہ المشہور بہ ”اصحابی“ کا شجرہ نسب پندرہویں پشت میں

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ بغداد سے سندھ

تشریف لائے یہاں خاندان سادات میں شادی کر لی اور ٹھٹھہ میں مستقل

سکونت اختیار کی، ٹھٹھہ سے کچھ دور مٹکی میں آپ کا مزار مبارک زیارت گاہ

خاص و عام ہے۔ اورنگ زیب عالم گیر علیہ الرحمہ کے عہد حکومت میں تقریباً

۱۰۶۰ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کے حالات مبارکہ پر حضرت علامہ مولانا محمد

امیر شاہ گیلانی مدظلہ العالی نے ایک تذکرہ تصنیف فرمایا ہے جو ۱۹۷۱ء میں

پشاور سے شائع ہو گیا ہے۔

(۹) خواجہ عبدالرحمن چھوڑوی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، الجزء الثانی، ص ۳۰-۲۶

(۱۰) سید احمد سریکوٹی: مقدمہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول،

(۱۱) عکس مکتوب گرامی حضرت حافظ سید احمد سریکوٹی علیہ الرحمہ، مرسلہ مولانا

تاج محمد صدیقی القادری از پشاور۔

(۱۲-۱۳) سید احمد سریکوٹی: مقدمہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول، ص ۱۵

- (۱۴) سید احمد سریکوٹی: مقدمہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول، ص ۱۶
- (۱۵) سید احمد سریکوٹی: مقدمہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول، ص ۱۷، ۱۸
- (۱۶) تقریر اجلاس دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور ہزارہ، منعقدہ ۱۴ ستمبر ۱۹۶۶ء
- (۱۷) سید احمد سریکوٹی: مقدمہ صلوٰۃ الرسول، ص ۱۲، ۱۳
- (۱۸) ایضاً، ص ۱۳
- (۱۹) ایضاً، ص ۱۴
- (۲۰) مکتوب مولانا تاج محمد صدیقی مرید حضرت سید احمد سریکوٹی محررہ، ۲۳ اگست ۱۹۷۷ء، از پشاور
- (۲۱) مکتوب مولانا تاج محمد صدیقی محررہ ۲۳ اگست ۱۹۷۷ء، از پشاور
- (۲۲) سید احمد سریکوٹی: مقدمہ صلوٰۃ الرسول، ص ۱۱
- (۲۳) مکتوب مولانا تاج محمد صدیقی مرید حضرت سید احمد سریکوٹی، محررہ ۷ اگست ۱۹۷۷ء، از پشاور
- (۲۴) مکتوب گرامی حضرت حافظ سید احمد سریکوٹی، مرسلہ مارچ ۱۹۲۸ء، از رنگون، بنام محمد عبدالعزیز (فوٹو اسٹیٹ مرسلہ مولانا تاج محمد صدیقی القادری از پشاور)
- (۲۵) سید احمد سریکوٹی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، ص ۱۱
- (۲۶) سید احمد سریکوٹی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، ص ۱۱
- (۲۷) ایضاً، ص ۱۱
- (۲۸) تفصیل حق، مختصر رپورٹ شوریٰ رحمانیہ، مطبوعہ رنگون، ۱۹۳۵ء، ص ۲
- (۲۹) ایضاً، ص ۳-۵
- (۳۰) سید احمد سریکوٹی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، ص ۳۸
- (۳۱) ایضاً، ص ۲۲
- (۳۲) مکتوب گرامی حضرت حافظ سید احمد سریکوٹی، بنام محمد عبدالعزیز، محررہ ۱۹۲۵ء، از رنگون
- (۳۳) مکتوب گرامی حضرت حافظ سید احمد سریکوٹی، بنام محمد عبدالعزیز، محررہ ۱۹۲۸ء، از رنگون

- (۳۳) ایضاً، محررہ ۱۹۲۸ء
- (۳۵) سپاس نامہ از تفضل حق اجلاس منعقدہ ۱۹۳۵ء بمقام رنگون مشمولہ بارہ سالہ مختصر رپورٹ انجمن شوریٰ رحمانیہ، مطبوعہ رنگون ۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء
- (۳۶) مکتوب گرامی حضرت حافظ احمد سریکوئی محررہ جنوری ۱۹۲۵ء از رنگون
- (۳۷) مکتوب گرامی حضرت حافظ سید احمد سیکوئی، محررہ دسمبر ۱۹۲۸ء، بنام محمد عبدالعزیز
- (۳۸) ایضاً، محررہ ۱۹۲۵ء
- (۳۹) ایضاً
- (۴۰)
- (۴۱) مکتوب گرامی حضرت حافظ سید احمد سریکوئی محررہ ۲۸ مارچ ۱۹۳۱ء از رنگون
- (۴۲، ۴۳) تفضل حق: تقریر اجلاس الوداعی (رنگون) مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۳۵ء، ص ۲
- (۴۴) تفضل حق: رپورٹ انجمن شوریٰ رحمانیہ، ص ۳-۴
- (۴۵) عبدالرحمن چھوڑوی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۳ء، ص ۱۲
- (۴۶) کارکنان مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس، لاہور شیخ الہی بخش، محمد جلال الدین نے چار ہزار روپے میں اس کے ایک ہزار نسخے چھاپے۔ طبع اول کے بعض پاروں کی کتابت سجادہ نشین ساہن پال شریف حضرت مولانا شریف احمد شرافت نوشاہی مدظلہ العالی نے فرمائی۔ متعدد پاروں میں بحیثیت کاتب آپ کا اسم گرامی موجود ہے۔ مسعود
- (۴۷) عبدالرحمن چھوڑوی: مقدمہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول، ص ۹
- (۴۸) سید احمد: مقدمہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول، ص ۱۸-۱۹
- (۴۹) عبدالرحمن چھوڑوی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، باب ۲، ص ۳۵
- (۵۰) سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۶
- (۵۱) عبدالرحمن چھوڑوی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، باب ۱۲، ص ۲۹

- (۵۲) ایضاً، باب ۱۹، ص ۱۹
- (۵۳) ایضاً
- (۵۴) عبدالرحمن چھوڑوی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، باب ۳، ص ۳
- (۵۵) ایضاً، باب ۶، ص ۱۰
- (۵۶) ایضاً باب ۱۶، ص ۳۱
- (۵۷) ایضاً، باب ۳، ص
- (۵۸) عبدالرحمن چھوڑوی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، باب ۱۰، ص ۱۳
- (۵۹) ایضاً، باب ۹، ص ۱۷
- (۶۰) ایضاً، باب ۴، ص ۱۷
- (۶۱) ایضاً، باب ۱۴، ص ۳ و ما بعد
- (۶۲) ایضاً، باب ۱۴، ص ۳ و ما بعد
- (۶۳) عبدالرحمن چھوڑوی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، باب ۱۴، ص ۳-۱۶
- (۶۴) عبدالرحمن چھوڑوی: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، باب ۱، ص ۱۳
- (۶۵) القرآن الحکیم، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶
- (۶۶) الاحزاب، آیت ۶
- (۶۷) الاحزاب، آیت ۲۱
- (۶۸) الاحزاب، آیت ۳۱
- (۶۹) الاحزاب، آیت ۳۲
- (۷۰) الاحزاب، آیت ۳۳
- (۷۱) الاحزاب، آیت ۳۶
- (۷۲) الاحزاب، آیت ۳۷
- (۷۳) الاحزاب، آیت ۴۰

(۷۴) الاحزاب، آیت ۴۳

(۷۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیت شریفہ ان اللہ و ملائکته یصلون علی النبی نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ فضل و شرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیاز مندوں کو بھی آپ کے طفیل میں نوازتا ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ مسعود

(۷۶) الاحزاب، آیت ۵۰

(۷۷) الاحزاب، آیت

(۷۸) الاحزاب، آیت ۵۷

(۷۹) الاحزاب، آیت ۷۱

(۸۰) الاحزاب، آیت ۵۶

(۸۱) ٹی. پی. جیوز: ڈکشنری آف اسلام، لاہور، ص ۵۶۱

(۸۲) عبدالحق محدث دہلوی: مدارج النبوة، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۵ء، ص ۱۳۷

(۸۳) ایضاً، ص ۱۳۸

(۸۴) محمد مظہر اللہ: مواظظ مظہری، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۰ء، ص ۱۳۳

(۸۵) سورۃ التوبہ، آیت نمبر ۲۴

(۸۶) محمد بن محمد بن محمد الجوزی: حصن حصین، کراچی

(۸۷) عبدالحق محدث دہلوی: جذب القلوب، کلکتہ ۱۲۶۳ھ، ص ۳۶۵-۳۶۷

(۸۸) ایضاً، ص ۳۶۵/۳۶۷

(۸۹) ایضاً، ص ۳۶۸

(۹۰) ایضاً، ص ۳۶۹-۳۷۱

(۹۱) ایضاً، ص ۳۸۱-۳۸۳

(۹۲) ایضاً، ص ۳۷۸-۳۷۹

- (۹۳) ایضاً، ص ۳۶۵
- (۹۴) ایضاً، ص ۳۶۶
- (۹۵) ایضاً، ص ۳۶۶
- (۹۶) ایضاً، ص ۳۶۷
- (۹۷) مسئلہ نور اور سایہ کی تفصیلات کے لئے متدرج ذیل تصانیف ملاحظہ فرمائیں:
- ۱: امام احمد رضا بریلوی، صلاۃ الصغائی نور المصطفیٰ (۱۷-۱۳۱۳ھ)
- ۲: امام احمد رضا بریلوی، قمر التمام فی نفی الفسق عن سید الانام (۱۲۹۶ھ)
- ۳: امام احمد رضا بریلوی، ہدی الخیر ان فی نفی الفسق عن شمس الاکوان (۱۲۹۹ھ)
- ۴: امام احمد رضا بریلوی: مثال الالفاظ کبکمال حدیث لولاک (۱۳۰۵ھ)
- ۵: محمد تابش، مولا: محمد نوذ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء
- (۹۸) ۱- بخاری شریف و مسلم شریف بروایت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ
- ب- فتوحات مکیہ، باب ۶۹، ص ۶۸۴
- ج- جواہر البحار، ص ۳۶۳-۳۶۵
- (۹۹) بخاری شریف و مسلم شریف بروایت ابو حمزہ ساعدی
- (۱۰۰) ابوداؤد شریف بروایت حضرت ابو ہریرہ
- (۱۰۱) مسلم شریف، بحاشیہ ذہبی، جلد اول، ص ۱۵۳
- (۱۰۲) کتاب الثناء، ص ۱۹۹
- (۱۰۳) امام علی شاہ: مکتوبات شریف، مطبوعہ لاہور ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء، ص ۲۱
- (۱۰۴) حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن بن محمد بن ابی بکر سخاوی شافعی (۸۳۱ھ تا ۹۰۲ھ) - القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبيب الشفع، مطبوعہ بیروت، ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۳ء
- (۱۰۵) شرح سفر السعاده بحوالہ الامن والعلیٰ مؤلفہ امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور، ص ۳

- (۱۰۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی: جذب القلوب الی دیار المحبوب، مطبوعہ کلکتہ
- (۱۰۷) ابوصالح نصر: شفاء الاستقام فی الصلوٰۃ علی خیر الامام، مطبوعہ لاہور
- (۱۰۸) بحوالہ تفسیر قادری مؤلفہ فخر الدین احمد قادری، جلد دوم، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۸۷۹ء، ص ۲۷۲

- (۱۰۹) نور الایمان بزیاارت آثار حبیب الرحمن مؤلفہ عبدالحلیم فرنگی محلی مترجمہ افتخار احمد قادری مصباحی، مطبوعہ ساہیلوال، ۱۹۷۷ء، ص ۱۱۱ (ملخصاً)
- (۱۱۰) ایضاً، ص ۱۱۲

- (۱۱۱) قاضی عیاض: کتاب الغا، ص ۲۸۹
- (۱۱۲) قاضی عیاض: کتاب الشفاء، ص ۳۳۱
- (۱۱۳) ایضاً، ص ۳۳۲-۳۳۳

- (۱۱۶) فضل الخیرات (۱۳۱۸ھ)، مطبوعہ دہلی
- (۱۱۷) عبدالحق محدث دہلوی: جذب القلوب، مطبوعہ کلکتہ
- (۱۱۸) دلائل الخیرات شریف کے مؤلف شیخ ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان علیہ الرحمہ شہر سوس (افریقہ) کے رہنے والے تھے۔ شہر فاس (مراکش) میں تعلیم حاصل کی۔ یہاں حدیث و تفسیر کا درس دیتے رہے، یکم ربیع الاول ۸۷۰ھ میں بمقام سوس وفات پائی۔ ۷۷ برس بعد مراکش کے بادشاہ نے آپ کی نعش مبارک کو سوس سے مراکش کے قبرستان ریاض الفردوس میں منتقل کیا اور ایک عالی شان قبر بنوایا۔ آپ کی مایہ ناز تالیف تمام عالم اسلام میں مقبول و معروف ہے۔ مسعود
- (۱۱۹) حزب البحر، حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی کی تالیف ہے۔ آپ ۵۵۱ھ میں مراکش میں پیدا ہوئے، عبد السلام بن مشیش سے علوم باطنیہ کی تعلیم حاصل کی، طریقہ شاذلیہ کے بانی ہیں جس میں بہت سے علماء و محدثین گزرے ہیں۔ پہلے تیونس میں رہے پھر مصر چلے گئے۔ ۶۵۶ھ میں وفات پائی۔ مسعود

(۱۲۰) درود تاج اور دلائل الخیرات شریف پڑھنے سے بعض حضرات منع کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک عالم نے درود تاج اور دلائل الخیرات پڑھنا شرک محض اور بدعت سیئہ بتایا اور اس کی تعلیم کو اسم قاتل قرار دیا تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ نے حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک استغناء بھیجا جس کے جواب میں مولانا نے موصوف نے رسالہ الامن والعلی (۱۳۱۱ھ) تصنیف فرمایا اور اس خیال قاسد کو رد فرمایا، یہ رسالہ ۲۶۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

مولوی خلیل احمد انپٹھوی ہر قسم کے درود شریف کو جائز اور موجب اجر و ثواب بتاتے ہیں۔ ملاحظہ کریں المہند علی المہند (۱۳۲۹ھ)، مطبوعہ کراچی، ص ۱۸۔

(۱۲۱) مولوی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی نے بھی اپنا شجرہ طریقت درود پاک کی صورت میں مرتب کیا ہے۔

(۱۲۲) پاک و ہند بلکہ پیر دنی ممالک میں بھی یہ سلام ذوق و شوق سے کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے، اکابرین امت نے صلوٰۃ و سلام کھڑے ہو کر پڑھا ہے چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: ”میں خود مولود شریف پڑھتا ہوں اور قیام کرتا ہوں اور ایک روز میرا یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھے مگر میں بے خبر کھڑے رہ گیا بہت دیر کے بعد مجھے ہوش آیا، تب بیٹھا۔ مسعود

مآخذ و مراجع

- ۱- القرآن الحکیم
- ۲- احمد رضا خاں، امام: صلوٰۃ الصفا فی نور المصطفیٰ (۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء)
- ۳- احمد رضا خاں، امام: نفی الفسفی عن انار نبورہ کل شی
- ۴- احمد رضا خاں، امام: قمر التمام فی نفی الفسفی عن سید الانام
(۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء)
- ۵- احمد رضا خاں، امام: ہدی الحیران فی نفی الفسفی عن شمس الاکوان
(۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۱ء)
- ۶- احمد رضا خاں، امام: تلاک الافلاک بحلال حدیث لولاک
(۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء)
- ۷- احمد رضا خاں، امام: کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن
(۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء)
- ۸- احمد رضا خاں، امام: حدائق بخشش، جلد اول و دوم
(۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء)
- ۹- احمد رضا خاں، امام: نہج السلامہ فی تقبیل الایہامین فی الاقامۃ

(۱۳۳۳ھ/۱۹۱۲ء)

- ۱۰۔۔۔۔۔ احمد رضا خاں، امام: المبدأ والنبویہ فی الالفاظ الرضویہ، لاہور
- ۱۱۔۔۔۔۔ احمد رضا خاں، امام: اقامۃ القیامہ (۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء)، لاہور
- ۱۲۔۔۔۔۔ احمد رضا خاں، امام: الامن والعلی (۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء)، لاہور
- ۱۳۔۔۔۔۔ احمد سرہندی شیخ: مکتوبات شریف، کراچی
- ۱۴۔۔۔۔۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (م ۲۷۵ھ): ابوداؤد شریف
- ۱۵۔۔۔۔۔ ابوصالح نصر: شفاء الاستقام ومحو الاثام فی الصلوٰۃ علی خیر الانام، لاہور
- ۱۶۔۔۔۔۔ الآلوسی، محمود بن عبد اللہ المفسر (م ۱۲۷۰ھ): تفسیر روح المعانی
- ۱۷۔۔۔۔۔ الامام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ): المسند
- ۱۸۔۔۔۔۔ البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ): بخاری شریف
- ۱۹۔۔۔۔۔ البیہقی، ابوبکر احمد بن الحسین (م ۴۵۸ھ): السنن الکبریٰ
- ۲۰۔۔۔۔۔ الترمذی، الامام الحافظ محمد عیسیٰ (م ۲۷۹ھ): الجامعہ الصحیح
- ۲۱۔۔۔۔۔ الدارمی، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن السمرقندی (م ۲۵۵ھ): کتاب السنن۔

۲۲۔۔۔۔۔ الزرقانی، ابو محمد عبد اللہ، محمد بن عبد الباقي بن یوسف (م ۱۱۷۰ھ):

شرح مواہب اللدنیہ

۲۳۔۔۔۔۔ القشیری، ابوالقاسم عبد الکریم بن ہوازن (م ۳۶۵ھ): مسلم شریف

۲۴۔۔۔۔۔ النسائی، الحافظ احمد بن علی (م ۳۰۳ھ): کتاب السنن

۲۵۔۔۔۔۔ انور شاہ کشمیری: فیض الباری شرح صحیح البخاری، جلد اول

- ۲۶---- امام علی شاہ سید: مکتوبات شریف، لاہور ۱۹۴۰ء
- ۲۷---- بہزاد لکھنوی: دربان غم، کراچی
- ۲۸---- تفضل حق: مختصر رپورٹ انجمن شوریٰ رحمانیہ، رگون (۱۹۳۶ء)
- ۲۹---- حسین احمد: الشہاب الثاقب علی المسترق، لکاذب، دیوبند
- ۳۰---- خلیل احمد انیسٹھوی، المہند علی المہند (۱۳۲۹ھ) کراچی
- ۳۱---- سید احمد سرکیوٹی، حافظ: مقدمہ مجموعہ صلوٰۃ الرسول، لاہور
- ۳۲---- سلیمان بن عبدالوہاب: الصواعق الالہیہ فی الرد علی الوہابیہ
، استاتبول (۱۹۷۵ء)
- ۳۳---- محمد بن محمد بن محمد بن الجزری، حصن حصین، کراچی
- ۳۴---- شمس الدین محمد بن محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر سخاوی شافعی: القول
الہدیٰ فی الصلوٰۃ علی الحبيب الشفیع، بیروت (۱۹۶۳ء)
- ۳۵---- شجرۃ عالیہ قادریہ حافظیہ، لاہور (۱۹۷۴ء)
- ۳۶---- عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: مدارج النبوة (جلد اول ترجمہ اردو)
کراچی (۱۹۷۵ء)
- ۳۷---- عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: جذب القلوب الی دیار الحبیب، کلکتہ
(۱۸۴۵ء)
- ۳۸---- عبدالحکیم شرف قادری، مولانا: سوانح سراج الفقہاء، لاہور ۱۹۷۲ء
- ۳۹---- عبدالحکیم فرنگی محلی، مولانا: نور الایمان بزیارت آثار حبیب الرحمن،
ساہیوال (۱۹۷۷ء)

- ۴۰۔۔۔۔۔ عبدالرحمن چھوڑوی، خواجہ: مجموعہ صلوٰۃ الرسول، چھوڑ شریف
- ۴۱۔۔۔۔۔ عبدالسمیع، مولانا: انوار ساطعہ، مراد آباد (۱۸۸۹ء)
- ۴۲۔۔۔۔۔ عبدالقادر جیلانی، شیخ: فعل الخیرات، دہلی (۱۹۰۰ء)
- ۴۳۔۔۔۔۔ عیاض، قاضی: کتاب الشفافی حقوق المصطفیٰ، لاہور ۱۹۱۴ء
- ۴۴۔۔۔۔۔ فخر الدین احمد خٹھی رزاقی: تفسیر قادری، جلد دوم لکھنؤ (۱۸۷۹ء)
- ۴۵۔۔۔۔۔ محمد اختر: معارف مثنوی، حیدر آباد، سندھ
- ۴۶۔۔۔۔۔ محمد امیر شاہ گیلانی، مولانا سید: تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، جلد اول
لاہور (۱۹۶۳ء)
- ۴۷۔۔۔۔۔ محمد امیر شاہ گیلانی، مولانا سید: تذکرہ علماء مشائخ سرحد، جلد دوم،
لاہور (۱۹۷۲ء)
- ۴۸۔۔۔۔۔ محمد امیر شاہ گیلانی، مولانا: تذکرہ شاہ عبداللہ المشہور بہ ”اصحابی“
پشاور (۱۹۷۱ء)
- ۴۹۔۔۔۔۔ محمد تابش قصوری، مولانا: محمد نواز، لاہور (۱۹۷۳ء)
- ۵۰۔۔۔۔۔ محمد سعید شلی، مولانا: احسن الکلام فی فضائل الصلوٰۃ والسلام، لاہور
(۱۹۷۶ء)
- ۵۱۔۔۔۔۔ محمد سلیمان سلمان منصور پوری: رحمۃ للعالمین، جلد سوم، لاہور
- ۵۲۔۔۔۔۔ محمد عبدالملک، مولانا: حسن الجردہ فی شرح قصیدۃ البردہ، لاہور
(۱۹۷۶ء)
- ۵۳۔۔۔۔۔ محمد مظہر اللہ: مواعظ مظہری کراچی۔ ۱۹۷۰ء

- ۵۴۔۔۔۔۔ محی الدین ابن العربی، شیخ: فتوحات مکیہ
- ۵۵۔۔۔۔۔ نور محمد صالح: دلیل الخیرات (۱۳۱۹ھ) دہلی
- ۵۶۔۔۔۔۔ ولی الدین خطیب: مشکوٰۃ المصابیح، دہلی (۱۸۹۲ء)
- ۵۷۔۔۔۔۔ یوسف بن اسماعیل نبھانی، شیخ: جواہر البحار فی فضائل النبی المختار جلد اول، لاہور (۱۹۷۵ء)

(فہرست اخبارات، خطبات، مکتوبات وغیرہ وغیرہ)

- ۱..... اپیل انجمن شوریٰ اسلامیہ رحمانیہ ہری پور، راولپنڈی
- ۲..... تعارفی کتابچہ دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور
- ۳..... خطاب صدر پاکستان محمد ایوب خاں، راولپنڈی
- ۴..... خطبہ صدارت الحاج خان عبدالرحمن (سفیر پاکستان متعینہ افغانستان)، راولپنڈی (۱۹۶۰ء)
- ۵..... رپورٹ مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور
- ۶..... سپاس نامہ بگرای خدمات الحاج خان عبدالرحمن خاں، راولپنڈی (۱۹۶۰ء)
- ۷..... مکتوب شریف حافظ سید احمد سرکیوٹی، محررہ ۱۹۲۸ء، از رنگون، برما
- ۸..... مکتوب شریف حافظ سید احمد سرکیوٹی، محررہ مارچ، ۱۹۲۸ء، از رنگون
- ۹..... مکتوب شریف حافظ سید احمد سرکیوٹی، محررہ دسمبر ۱۹۲۸ء، از رنگون

- ۱۰.....مکتوب شریف حافظ سید احمد سریکوٹی، محررہ مارچ ۱۹۳۱ء، از رنگون
- ۱۱.....مکتوب شریف حافظ سید احمد سریکوٹی، محررہ ۱۹۳۵ء، از رنگون .
- ۱۲.....مکتوب شریف حافظ سید احمد سریکوٹی، محررہ جنوری ۱۹۳۵ء، از رنگون
- ۱۳.....مکتوب شریف حافظ سید احمد سریکوٹی، محررہ ۱۹۲۲ء، از رنگون
- ۱۴.....مکتوب گرامی مولانا تاج محمد صدیقی محررہ ۲۷ مئی ۱۹۷۷ء، از پشاور
- ۱۵.....مکتوب گرامی مولانا تاج محمد صدیقی محررہ ۲۷ جولائی ۱۹۷۷ء، از پشاور
- ۱۶.....مکتوب گرامی مولانا تاج محمد صدیقی محررہ ۲۳ اگست ۱۹۷۷ء، از پشاور
- ۱۷.....مکتوب گرامی مولانا محمد یوسف محررہ ۲۵ جون ۱۹۷۷ء، از ہری پور، ہزارہ
- ۱۸.....وطن (اخبار) شمارہ ۷/ جنوری ۱۹۷۷ء، پشاور



